بسم اللہ الرّحْمن الرّحیْم

وصلی اللہ علیك یا ولی العصر ادرکنا

وَ رَفَعْنَا لَكَ ذِكْرَكْ

جب بات رفعتوں کی ہوتی ہے اور اوج اور بلندیوں کی ہوتی ہے تو قوت فکر و شعور انسانی کسی نکتہ آغاز سے کی انتہا یا معیار بلندی کی تلاش میں سفر کرنے لگتی ہے۔ لیکن استعداد ظرف کے لحاظ سے پرواز فکر کے بازو پر ساتھ دیتے ہیں اور جس کے بعد ان کے پنکھ ٹوٹ ٹوٹ کر گرنے لگتے ہیں اور پھر ایک جنبش خفی کے سوا طاقت پرواز میں کچھ باقی نہیں رہتا مگر کوئی عنصر باقی رہ جاتا ہے تو وہ حیرت و استعجاب کا ہے بلندیاں سمٹتی ہیں تو کسی انجانے نکتہ، مرکزی کا تصور دیتی ہیں اور پھیلتی ہیں تو تمام شے پر چھا جاتی ہیں جو اللہ تبارک تعالی کی قدرت کاملہ کے یقین کی وادیوں کو پرنور کر دیتی ہیں جہاں انسان اپنی بساط بھر فکر و نظر کو مہمیز کرتا رہتا ہے۔ اور بارگاہ خداوندی میں ہاتھ اٹھا کر کہتا ہے۔ **"اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُكَ بِرَحْمَتِكَ الَّتِیْ وَسِعَتْ كُلَّ شَئْی"** اے میرے اللہ میں تجھ سے سوال کرتا ہوں اس تیری رحمت کا واسطہ دے کر جو تمام شئے پر چھائی ہوئی ہے۔

وہ خالق کائنات عالم جوامع السامعین ہے اور ابصر الناظرین ہے جس کی حمد و ثنا حبیب الہ العالمین محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وآلہ و سلم نے ارشاد فرمایا :

اَللّٰہُمَّ اِنَّکَ تَرٰی وَلَا تُریٰ وَ اَنْتَ بِالْمَنْظَرِ الْاَعْلیٰ وَ اَنَّ اِلَیْکَ الْمُنْتَہیٰ والرُّجْعٰی۔

اے اللہ تبارک و تعالی تو وہ ہے جو سب کو دیکھ رہا ہے اور تو وہ ہے جسے کوئی دیکھ نہیں سکتا۔ اور تیری ذات بہت بلند و بالا ہے اور آخر میں بے شک سب تیری طرف پلٹ کر جائیں گے۔

زبان وحی سے نکلے ہوئے یہ جملہ بتارہے ہیں کہ اس کی ذات اتنی بلند و بالا ہے کہ انسان کی فکری پرواز اس کے مقابلے میں بہت پست ہے۔ چنانچہ ہر پست و بالا پر اس کی نظر ہے وہ کائنات کے ذرے ذرے پر نظر رکھتا ہے اور کسی مخلوق میں اس کے دیکھنے کی طاقت نہیں ہے۔

خداوند متعال نے انسان کو عقل جیسی نعمت سے نوازا اور اس کی گہرائیوں میں اپنی طرف متوجہ کرنے کے لئے ایک نور کی شمع فروزاں کر دی اور اس کی حفاظت کے لئے انبیاء و اوصیاء کی ہدایت کو اس کا فانوس قرار دیا۔ اتنے اہتمام کے بعد انسان کو ارض ارض خاکی پر اس کی بساط بھر اسباب رزق مہیا فرما کر اسے خود

مختاری عطا فرمائی اور پھر فرمایا اب اسے انسان تو چاہے تو شکر گزاروں کی صف میں چلا جائے اور چاہے تو منکروں کی گردن فرازی کو اپنا مقصد حیات بنالے۔

یہ ایک برہنہ حقیقت ہے کہ ہر شئے اپنے مرکز کی طرف پلٹتی ہے۔ جس کے لئے صاحب وحی نے ارشاد فرمایا ہے کہ اے اللہ تعالی! ہر شئی کی واپسی تیری ہی طرف ختم ہوگی۔ **وَ أَنَّ اِلَيْكَ الْمُنْتَهى وَ الرَّجْعِىْ۔** اس جملے میں شاکر و کافر دونوں کی واپسی کا ذکر ہے۔

اس مقدمہ کے تحت ذرا دنیا کی طرف ارتقائی منازل پر غور و فکر کریئے جو عقل و خرد کو حیرت و استعجاب کی فضا میں قلابازی کا ایک تصور دے رہی ہیں اور اس محور پر رقصاں کرتی ہیں جہاں مغرور انسان کہہ رہا ہے دیکھ اب کیا ہوں اور اب کیا ہوں، اور اب کیا ہوں میں؟ اس "میں (انا)" نے اسے اتنا مدہوش کر دیا کہ وہ تخریب میں اتنا آگے بڑھ چکا ہے کہ وہ وقت دور نہیں جب حیات کے ریشوں سے آگ کے شعلے اٹھے لگیں گے۔

یہ حیرت انگیز ارتقائے بشریت کی نظر بندیوں کی طرف وہاں تک پہونچی ہے کہ انسان فضا سے آگے سیٹیلائٹ کو نصب کر کے دنیا کے چپے چپے کی تصویر اپنے کمپیوٹر پر بیٹھ کر دیکھ رہا ہے۔ زمین کا گوشہ گوشہ اس کی نگاہوں سے پوشیدہ نہیں ہے۔ سیاروں پر انسان اترنے کی جد و جہد میں اتنی اونچائی تک جا چکا ہے کہ اسے مریخ کی ارضیائی کیفیت کی معلومات میں روز بروز عقل کو چونکا دینے والا اضافہ ہوتا جارہا ہے۔ ساری تگ و دوساری توجہات کا مرکز اوج و بلندی پر اپنا اپنا پرچم لہرانے کا ہے کسی مرکزی قیامگاہ جو فضائی اور خلائی حدوں میں ہو اس ارض خاکی پر تسلط کی بنیاد بن سکتا ہے ۔ اور یہ نظریہ روز بروز مضبوط ہوتا جارہا ہے۔ لیکن وہ شائد یہ بھول گئے کہ اس مقابلہ کی دوڑ میں وہ زمین جہاں سے بلندیوں کے سفر کا آغاز ہوتا ہے اس کا کیا حشر ہوگا؟ کہیں وہی اساس نہ ڈگمگانے لگے۔ چنانچہ آج روز اخبار میں آرہا ہے کہ موسم کا مزاج بگڑ رہا ہے۔ نظام شمسی میں تغیرات کے نشان پائے جارہے ہیں۔ کرۂ ارض میں طبیعاتی بدلاؤ کے اثرات نمایاں ہورہے ہیں غرض بقول علامہ اقبال: "عروج آدم خاکی سے انجم سہمے جاتے ہیں۔" یہ ایک شعری تخیل سہی لیکن اس کے رنگ و آہنگ میں حقیقت روشن ہے کہ انسان بلندیوں کے سفر میں اتنا تیز گام ہے جس سے عقل حیران ہے تاہم اسے کسی پیمانے سے اس سفر کی پیش کے بغیر اس کے پاس دوسرا کوئی چارہ نہیں ہے۔ اور یہ آدم خاکی چاہے جتنی اڑان بھرے اس کے حدود کا پیمانہ اس کے سامنے رہتا ہے اسے لامتناہی کے ذکر میں نہیں لایا جاسکتا۔ ابھی تو صرف بلندیوں کا نام دے کر انسان کی پستیوں کی بارش ہورہی ہے۔ وہ ہمیں جانتا یہ رسیدگی نقش پائے صاحب

معراج محمد صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم سے کتنا پست ہے۔ جہاں آنحضرت کا ذکر ہورہا ہے وہاں ان بلندیوں کا شمار پستیوں میں ہورہا ہے۔ وہاں یہ بلندیاں کہیں شمار و قطار میں نہیں آتی ہیں۔

کتنا سچا ہے ہمارا قرآن ؟ کیسی عظمت و بزرگی ہے اس کتاب مجید کی ؟ کون ہے جو تعریف میں اس فرقان حمید کے اپنی زبان کھولے؟ چودہ صدیوں سے زیادہ گذر گئے یہ کتاب باغی انسانوں کی فطرت کی آئنہ داری کر رہی ہے۔ کئی جگہ قرآن کریم نے آگہی دی ہے کہ اپنی علمی ارتقا پر مغرور نہ ہو سب کو یہ زمین کھا جائے گی عظمتیں اور رفعتیں صرف اللہ تعالی اور اس کے رسول اور اس کی آل کے لئے ہیں اور مومنین والدین کے لئے ہیں۔ اور آخر میں یہ لکھ کر قدرت نے قلم رکھ دیا

وَ رَفَعْنَا لَكَ ذِكْرَكْ .اور ہم نے آپ کے ذکر کو آپ کے لئے بلند کیا۔

یعنی آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کے ذکر کو وہ رفعتیں بخشی ہیں۔ اسکو اوج دیا ہے جو آنحضرت کے شایان شان ہے۔ آپ کے ذکر کو خداوند متعال نے وہ رتبہ عطا فرمایا ہے جو عرش آشیاں ہے۔ جب قرآن مجید کی ایک آیت کے مقابل میں جن و انس ملکر اس کی مثال نہیں لا سکتے تو ذکر رسول خدا صلی اللہ علیہ و آلہ و سلم کی رفعت و بلندی کا کون مشاہدہ کر سکتا ہے۔ ان رفعتوں کی چند جلوہ ریزیوں اور ضیا پاشیوں کی جھلک قدرت نے اپنے دعویٰ کی اسبات میں عطا فرمائی ہیں۔ اس دنیا کا وہ کون سا گوشہ ہے جہاں آواز اذاں نہیں گونج رہی ہے ؟ مشرقین و مغربین کا کونسا وقت کا ایسا لمحہ ہے جس کے محراب سے نعمہ شہادتین کی دلنشین لے وادی سماعت میں نہیں بکھر رہی ہے۔ اللہ تعالی نے اپنے ذکر کے ساتھ اپنے حبیب کا ذکر ایسا پیوست کر دیا ہے کہ نماز بغیر شہادتین نماز نہیں ہوگی۔ چنانچہ سارے عالم میں جان عبادت ذکر خدا ہے اور ذکر خدا ذکر حبیب خدا کے ساتھ ساتھ ایسا منسلک ہے کہ اسکے بغیر عبادت کا کوئی تصور ہی پیدا نہیں ہوتا۔

اے ! و رفعنا لک ذکرک! آیت قرآنی کے ممدوح۔ اے صاحب معراج اے قاب قوسین کی منزلوں سے گذرنے والے۔ اے وہ جس کا ذکر عرض و سما سے لے کر بلندیوں کی انتہا میں گونج رہا ہے اور خداوند متعال کی ذات لا متناہی جس ذکر کو رفعتیں اور بلندیاں بخش رہا ہے۔ اے حبیب خدا تم انبیاء و مرسلین آپ ہم پر بھی روشن کر دیں اس ذکر کے دامن میں اسکی چادر کے تحت اور کون سے نور ضوفگنن ہیں؟

تاریخ کے دریچے کھلے۔ روایات کے ذخائر سے آپ کے لب ہائے مبارک سے نکلے ہوئے جملوں سے علم کی شمع فروزاں ہوئی اور میں نے سنا آپ نے فرمایا :

اے علی تمہارا ذکر میرا ذکر ہے اور میرا ذکر خدا کا ذکر ہے اور خدا کا ذکر عبادت ہے۔

۱ - مجھے میرے خدا نے خبر دی ہے :

وَ رَفَعْنَا لَكَ ذِكْرَكْ بِعَلِيٍّ صِهْرِكَ میں نے آپ کے ذکر کو آپ کے لئے رفعت بخشی آپ کے داماد علی علیہ السّلام کے ذریعے۔

(بحارالانوار، ج ۳۶, ص ۱۱۶)

۲ - میں اور علی ایک ہی نور سے ہیں۔

۳ - اے علی میرا گوشت و پوست آپ کا گوشت و پوست ہے۔

۴ - اے علی میرے خون میں ایمان جسطرح گھلا ملا ہے اسی طرح تمہارے خون میں۔

۵ - اے علی اگر تم نہ ہوتے تو میرے بعد مومنوں کی پہچان نہ ہوتی۔

۶ - علی حق کے ساتھ ہیں اور حق علی کے ساتھ ہے۔ (دعائے ندبہ)

۷ - اور غدیر خم میں ارشاد فرمایا : میرے بعد میرے بارہ جانشین ہوں گے جس میں اول علی ابن ابی طالب ہیں اور آخر م ح م د مھدی ہوگا۔

۸ - پھر اپنی پیش گوئی میں فرمایا : ہمارے آخری جانشین کی ایک طولانی غیبت ہوگی۔ اس کا نام میرا نام ہوگا۔ اس کی کثیت میری کنیت ہوگی۔

وہ جب ظہور کرے گا اس وقت وہ دنیا کو عدل و انصاف سے بھر دے گا جس طرح یہ دنیا ظلم و جور سے بھری ہوگی۔

(دعائے ندبہ)

اور خداوند کریم نے ارشاد فرمایا : جب یہ زمین مردہ ہو جائے گی (وہ اپنی قدرت کاملہ سے) اس زمین کو حیات بخشے گا۔

اور پھر خداوند کریم نے اپنے بندگان خاص کو خبر دے دی کہ اگرتم مونین میں سے ہو تو بقیۃ اللہ تمہارے لئے خیر ہے۔

خداوند متعال نے ذکر رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو بلندیوں کی تمام منزلوں پر فائز کر دیا ہے اور انہیں ارفع و اعلی منزلوں کی طرف خداوند متعال نے امام

حسین علیہ السّلام کے لئے ارشاد فرمایا : اے نفس مطمئن پلٹ آ اپنے رب کی طرف یعنی ان منزلوں کی طرف جو خداوند متعال نے رفعت مآب قرار دیا ہے۔

اور رسول خدا صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے آگے چل کر ارشاد فرمایا : انتظار کرو۔

یعنی وہ دن قریب ہے جب مہدی آخر الزمان علیہِ السلام کا ظہور ہوگا۔ خود ساختہ فقیہوں، خائن مورخوں، زر خرید محدثوں اور فضائل آل محمد کے مقصروں کی فتنہ کاریوں سے جو اسلام کی صورت کو مسخ کرنے کی سعی لاحصل کررہے ہیں۔ دہشت گردی کو صدر اسلام کی پاکیزہ شریعت کا محافظ سمجھ رہے ہیں اپنے اپنے کیفر کردار کو پہونچ جائیں گے۔ یہ دہشت گرد کیسے لوگ ہیں؟ یہ کون لوگ ہیں؟ ان کا مذہب کیا ہے؟ کہیں جان پر کھیلنے والے بکاؤ مال کی طرح ہوتے ہیں !!

کیا وہ فرزند رسول جو ہماری امیدوں کا مرکز اور امام زمانہ علیہ السّلام جس کے ذکر کو خداوند متعال نے رفعت بخشی ہے وہ عراق کی بربادی اور خونریزی کو نہیں دیکھ رہا ہے؟ وہ جو آسمانوں کی خبر رکھتا ہے مستقبل کے آنے والے عہد سے خوب واقف نہیں ہے؟ وہ ان مظالم سے بے خبر ہے جو ان ظالموں کے ہاتھوں ہو رہا ہے جو شرافت اور انسانیت کے نقیب ہیں؟ اور جو امن کی بات کر کے دنیا میں ہلچل مچائے ہوئے ہیں؟

قسم ہے اس خونی صبح کی جو عراق میں نمودار ہوتی ہے اور اس کراہتی ہوئی شام کی جو شیعوں کی بستیوں میں اپنے وقت پر آتی ہے اور چلی جاتی ہے۔ وہ مہدی دوراں ظالموں سے مظلوموں کی ایک ایک کراہ کا بدلا لے کر انہیں اپنی تلوار کا پانی پلائے گا۔ اے میرے امام م ح م د مہدی دورانں ایک نظر اپنے جدکی آرامگاہ کی طرف آپ کو واسطہ ہے آپ کے جد کے ذکر کے ارفع و اعلی شان و شوکت کا جس کی وراثت خداوند متعال نے آپ کو عطا فرمائی ہے اور جس چادر کے تحت آپ کا ذکر صبح و مسا نور بن کر ابھر رہا ہے۔ اپنے جد کے حرم کے پاس بسنے والے مظلوم مزدوروں جفاکشوں، محنت کرنے والوں اور ناداروں کی مدد فرمایئے۔ ہم سب کی ہر آن یہی دعا ہے۔ العجل العجل یا ابا صالح المھدی ادرکنا۔*

انتظار کے آثار و برکات اور اُس کے لوازم

انتظار ایک ایسا لفظ ہے جس کے معنی و مطالب انسان کے وجود پر چھائے ہوئے ہیں۔ انسان اپنے انفرادی حالات میں جو غیر پر منحصر ہیں یہ دیکھتا ہے کہ ہر حال میں انتظار کا محتاج ہے۔ ایک سانس جو باہر جاتی ہے دوسری سانس کو اندر لانے کے لئے انتظار کا ایک وقفہ رکھتی ہے۔ یہ سانسوں کی آمد و رفت پر غور کیجیۓ تو اندازہ ہوتا ہے کہ ان دونوں سانسوں کے درمیانی وقفہ انتظار کے اگر

متوازن ہونے میں خلل پڑ جائے تو بیماری مہلک بن کر وجود انسانی میں داخل ہو جاتی ہے۔

سانسوں کی بنیاد پر انسان کی زندگی کا دار و مدار ہے اور سانسوں کا انحصار پر بنائے انتظار انفاس کے توازن پر ہے۔ اس اصول کے تحت انسان کا وجود عناصر کا لازمہ ہے ایک سانس کی آمد ورفت اور دوسرے انتظار درمیان آمد ورفت۔

عقل اور انتظار

انسان کا وجود عقل کی بنیاد پر اشرفیت کا حامل ہے اور انتظار ہمیشہ اس کے ساتھ ساتھ اس کا معاون رہتا ہے عقل انسانی بتدریج نمو پا کر ارتقا کی منزلوں کو طے کرتی ہے۔ یہ درجاتی ارتقا اپنے دامن میں کیفیات کے ابتدائی مرحلہ میں سجاتی ہے۔ سنوارتی ہے حسن دیتی ہے اور قبح سے اس کو پاک کرتی ہے۔ جیسے ایک ماں اپنے بچے کو ابتدائی عمر میں پرورش کرتے وقت کام کرتی ہے اور پھر انتظار کرتی ہے اس نتیجہ کا کہ اب یہ اعلی منزل کی طرف جاسکتی ہے۔

اس طرح انسان روحانیت کی بالیدگی کا وجدان کرتا ہے اور جیسے جیسے وہ درازی عمر کو طے کرتا ہے اس کی عقل کی روشنی بڑھتی ہے اس میں پرواز کی طاقت آتی ہے اور وہ مادی لحاظ سے تو افراد دیگر کے ساتھ ہوتا ہے لیکن وہ باطنی طور پر ایک بلند درجہ پر فائز ہوتا ہے جہاں سے دنیا دار اور کم سواد انسان کی خرابیوں کو دیکھتا ہے۔ اور خود میں اور ان میں ایک فرق محسوس کرتا ہے۔

یہ ارتقائے روحانیت تدریجی ہوتا ہے اوائل کے مراحل ہوتے ہیں۔ پھر علم و تقوی کے سہارے وہ ایک الگ کائنات کو اپنے گرد و پیش دیکھتا ہے۔ اس کی کائنات کی وسعتیں بڑھتی رہتی ہیں بشرطیکہ ہدایت راست ہو۔ چاروں طرف کا سماجی ماحول اس کی پرہیز گاری میں اس کے پیچھے نہ پڑ جائے اور اسے اسکی اعلی منزل تک پہونچنے کے زینوں سے قدم کو نیچے سے پکڑ کر کھینچنے کی تحریک نہ چلانے لگے۔ اور ایسا ہی کثرت سے ہوتا ہے، ورنہ ابوزر کو ایک سخت ترین جلا وطنی کے امتحان سے نہ گذرنا پڑتا۔ اور امام حسین علیہ السّلام کا تاریخی جملہ ادا نہ ہوتا "چچا جو اغنام کے پاس ہے آپ کو اس کی حاجت نہیں اور جو آپ کے پاس ہے وہ انہیں نصیب نہیں (یعنی انتظار کیجئے)۔

اس کشمکش حیات میں مستحکم اور مستحسن انتظار، جاہل اور کم ظرف افراد پر مشتمل انبوہ کے شور و غوغا کو دبا دیتا ہے اور شیطان کی تمام فسوں سازیوں، فریب کاریوں اور فتنہ پروازیوں کے بچھائے ابلاغی جال کے سارے تانے بانے توڑ کر فرد با سواد کی راہ کو روشن اور ہموار کر دیتا ہے۔ رفتہ رفتہ اشرفیت جو بنائے

خلقت انسان ہے کا نور اس کے جبین سے ضیا دینے لگتا ہے۔ عمر بن عبید نے آخر حیرت زدہ ہو کر ہشام سے پوچھ ہی لیا تم ہشام بن حکم تو نہیں ہو؟ ابو بصیر جو نابینا تھے جب ان سے پوچھنے والے نے سوال کیا کیا آپ نے امام صادق علیہ السّلام کو دیکھا ہے؟ تو آپ نے جواب دیا کیا ممکن ہے کہ تم جب مسجد کے در پر کھڑے ہو کر مجھ سے سوال کر رہے ہو اسوقت میرا امام یہاں اپنی عبادت میں مشغول نہ ہو۔ "

ایسے افراد جن کا ذکر اوپر کیا گیا ہے وہ ظاہرا ہمارے ساتھ ہوتے ہیں ہماری طرح ان کا رہن سہن ہوتا ہے۔ ہماری طرح ان کی بات چیت ہوتی ہے۔ غرض رفتار و گفتار۔ نشست و برخاست ہمارے ہی انداز دو طرز کے ہوتے ہیں لیکن ان کی عقلیں بہت زیادہ روشن ہوتی ہیں اور وہ انتظار کے مفاہیم سے آگاہ ہوتے ہیں ..... ان کا ایک اپنا قبیلہ بھی ہوتا ہے۔ وہ اپنے وجود کے الگ الگ آثار و برکات رکھتے ہیں۔ جیسے علی بن مہزیار، مقدس اردبیلی، سید ابن طاؤس اور ایسے افراد کی ایک طویل فہرست ہے۔

انتظار اور عرفان

جب عربوں کے چند افراد ایک جگہ بیٹھے تھے وہاں حبیب ابن مظاہر، رشید حجری اور میثم تمار نے ایک دوسرے کی شہادتوں کی علامتوں کو اشاریہ symbolic انداز میں بیان کیا تو سننے والے کہنے لگے یہ لوگ سب سے بڑے جھوٹے ہیں یہاں ٹھہر کر یہ تینوں افراد دعوت فکر دے رہے ہیں کہ ایک گروہ ثبات قدمی اور انتظار کی بات کر کے چھوٹی کے لوگوں کو اپنے قبیلے کے افراد کی کامیابی کی سند دے رہے تھے۔ گویا سمجھارہے تھے ہم اپنی شہادت کے منتظر ہیں اور وہ لوگ وہ ہیں جو سود و زیاں سے بے خبر اندھیرے میں بھٹک رہے ہیں۔ گویا وہ کہہ رہے تھے بقول علامہ اقبال

تو اپنا رزق ڈھونڈھتی ہے گرد راہ میں

میں تو سپہر بھی نہیں لاتا نگاہ میں

انتظار امتیازی نشان ہے ارذل اور اشرف کے درمیان انسان کی خلقت میں اسفل کی طرف جانے کی بھی صلاحیت ہے اور اشرفیت کے اعلی مقام پر فائز ہونے کی بھی طاقت ہے۔ پرواز کرنے کی بھی صلاحیت ہے۔ قرآن مجید نے اس کے لئے صبر کی تلقین فرمائی اور حق پر ثبات قدمی کی ہدایت کی ہے۔ حق ثبات قدمی اور صبر کی روح رواں انتظار ہے۔ ان کی فتح کے بعد سلمان فارسی نے زہرقین کو کربلا میں

شہید ہونے کی خوش خبری دی تھی لیکن یمن کی فتح میں اور کربلا کی جنگ کے درمیان ایک مدت کا فاصلہ ہے۔ ہر قدم پر انتظار کا زمانہ تھا جو بلندی کی طرف وجود خاکی کو لئے جارہا تھا۔ انتظار کے آثار و برکات کے بادل وہیں برستے ہیں جہاں اشرفیت کی زرخیزی اس ابر باراں کو اپنی طرف کھینچتی ہے۔

یہ زرخیزی، یہ نمو، یہ قوت جاذبہ کیسے وجود میں آئے ہیں اسکے اسباب و علل ہوتے ہیں اور اس کے لوازم ہوتے ہیں جو کسب کئے جاتے ہیں۔ جس کے لئے محنت و مشقت درکار ہے۔ صبر و تحمل کی ضرورت ہے۔ ایثار وقربانی پر آمادہ رہنا پڑتا ہے۔ شب و روز مناجات بارگاہ خداوندی میں کرنا پڑتا ہے۔ اور پرہیز گاری کے اختیار کرنے میں صعوبتیں بھی اٹھانی پڑتی ہیں۔

انتظار کے لوازم

خلاصہ یہ کہ انتظار کی پر بہار دنیا میں اور اس کی عطر بیز فضاؤں میں سانس لینے کے لئے اپنے وجود کو اپنی فکر کو اور اپنے چلن کے تقدس کے سانچے میں ڈھالنے کے لئے انسان کو بہت سے لوازم اور شرائط کے تحت جینا پڑتا ہے۔ ہم ان میں سے منجملہ لوازمات کے کچھ کا یہاں ذکر کریں گے۔ جب انتظار کی برکتوں اور اس کے اثرات کے تعارف کی ایک نہایت مختصر سی بات ہوگئی اور انصاف پسند ضمیر انسانی اسے قبول کر رہا ہے تو یہ دیکھنا ہے کہ پئے صبر و سکون انتظار کی ہر وقت بے چین اور مضطرب کیفیات کو کیسے علاج قرار دیا جا سکتا ہے۔ قرآن کریم کا ارشاد ہے کہ "وہ خدا وہ ہے جو قلب انسانی پرسکون نازل کرتا ہے" ائمہ معصومین علیہم السلام نے ہمیں اس کی راہ دکھائی ہے۔ ہمیں اس کی تربیت دی ہے۔ میں اس کا مزاج آشنا کیا ہے۔ ہمیں اس کے مدارج طے کرنے کے لئے ایک نصاب تعلیم اور عمل پیہم کی ہدایت کی ہے اور اس کا انتظام ہر زمانے میں بر قرار رکھا ہے۔ یہ احسان ہے ہمارے ائمہ معصومین کا جنہوں نے اس کے لوازم عطا فرمائے اور مثالی کردار جن کا ذکر پہلے آ چکا ہے سیرت کی آفاقیت کی سیر کرائی اور سلوک منتظران کا سلیقہ دیا ہے۔ چنانچہ ہم آج ۱۴ سو برس سے ہزاروں زیر و بم اور یم بیم طوفان میں گھرے ہونے کے باوجود اپنے امام قائم علیہِ السلام کی پناہ گاہ میں اطمینان اور سکون سے جی لیتے ہیں اور موت سے بے خوف رہتے ہیں۔ ہمارے لئے امام زمانہ علیہ السّلام مرکز انتظار ہیں۔ ہمارے لئے آپ کے ظہور کا تصور معلوم نہیں کتنے حسین مناظر کے سلسلے قائم کردیتا ہے۔ آئے دیکھیں ہم انتظار کی کن کن تعلیمی اور تربیتی مراحل سے گذریں کہ آپ علیہ السلام کے قدموں کی آہٹ سنائی دینے لگے اور ہم طائر لاہوتی کی ہمت اور حوصلے کو بھی پیچھے چھوڑ دیں۔

مرحلہ اول

یاد امام زمان اور مطابق بہ پسندیدگی امام علیہ السّلام یادوں کا تعلق ماضی اور حال سے ہوتا ہے۔ اور کسی کی پسند کو اپنی پسند کا معیار قرار دینا یہ حال سے مستقبل کی طرف حرکت پذیر ہونا ہے۔

یاد

امام علیہ السّلام کو یاد کرنا۔ زندگی کے کچھ اوقات میں کچھ جگہوں پر کچھ لوگوں کے درمیان یہ جان کر کہ آپ ایک ایسی زندہ حقیقت ہیں جس کو اللہ نے آسمانوں کی بلندیاں، اوج اور وسعتیں اتنی زیادہ بخشی ہیں کہ آپ علیہ السلام کی ذات کو اپنی برکات کا مرکز بنا کر اس ارض خاکی پر اپنا خلیفہ مقرر فرمایا اور کائنات کے لئے اپنے تقرب کا وسیلہ قرار دیا۔ اور ایک طویل مدت کی غیبت عطا فرما کر اپنے بندگان خاص کے ایمان کی پرکھ کے لئے ایک نشان قائم کیا جو منزل بہ منزل ایمان کی تہوں کے زیادہ ہونے کا حساب دیتا ہے اور اس کا ذکر قرآن مجید میں اس طرح فرمایا :

اور وہ (خدا) ایمان پر ایمان کی تہوں کو زیادہ کرتا رہتا ہے اور زمین اور آسمان کا لشکر اللہ تعالی کے لئے ہے۔

جب اس نور الہی کی طرف دل لہکنے لگتا ہے اور اس کی یاد میں تازگی پیدا ہوتی ہے تو انتظار ظہور کی ہمہ گیریت کے لئے قدم آگے بڑھنے لگتے ہیں۔ ہم ماضی کے طویل یاد سفر کی ہے چینیوں کو مستقبل قریب میں منزل ظہور تک پہونچنے کے لئے خود سے کہتے ہیں اے کاش میرے پر ہوتے اور میں اڑ کر اپنے مولا کے قدموں کا بوسہ لیتا۔

رفتہ رفتہ یہ لفظ کچھ کا درمیان سے ہٹ جاتا ہے۔ اب کچھ اوقات نہیں بلکہ ہمہ وقت اب کچھ جگہوں پر نہیں بلکہ ہر جا۔ اب کچھ محفلوں میں اور اجتماع میں نہیں بلکہ ہر منزل، ہر محفل اور ہر مقام پر پیش نظر حضرت حجّت علیہِ السلام ہوتے ہیں اس انتظار کے ساتھ کہ اب ظہور ہو جائے۔ اب آپ آجائیں۔ اب آپ کہاں ہوں گے؟ آپ کے ہمراہ کون ہوں گے؟ آپ کا رخ کس طرف ہے؟ آپ کی انگلیاں کس طرف اشارہ کر رہی ہیں؟ پھر دل کہتا ہے ہوسکتا ہے وہ مسیا کہیں سر بالین مریض ہوگا۔ کہیں حج پر گمشدہ، کمزور اور چاہنے والے کی کمک کے لئے اپنے ملازمین خاص کو تعینات کر رہا ہوگا۔ اس طرح یاد کے سلسلے انتظار کے دوش بدوش زمزمہ بن کر ایک چاہنے والے کی زبان پر آتے رہتے ہیں۔

زبان سے یہ کہ د ینا بڑا آسان ہے۔ بہت اچھا لگتا ہے لیکن ایسی صورت اور سیرت کو پیدا کرنا بہت مشکل ہے لیکن ہر مشکل آسان سے آسان تر ہو جاتی ہے اگر

توجہ آپ علیہِ السلام کی پسند، آپ علیہ السلام کی خوشنودی، آپ کی رضا کی طرف رہے اور یہ اسوقت ممکن ہے جب خواہشات نفسانی مرتی ہے اور عقل جاگتی ہے۔

۱ - ترک حب دنیا

لوگ دنیاداری کی محبت میں میلان نفس کی پیروی میں خواہشات میں غرق رہنے سے ان تکالیف شریعہ سے جو ہم پر واجب کی گئی ہیں بے خبر ہو جاتے ہیں۔ اس سے اتنی غفلت برتنے لگتے ہیں کہ شریعت کی اہمیت باقی نہیں رہتی۔ اور اس طرح عقل کی حاکمیت ختم ہو جاتی ہے۔ کیا ایسے افراد کی مشکلیں آسان ہو سکتی ہیں؟ کیا وہ ایک لمحہ کے لئے بھی سوچ سکتے ہیں کہ وہ امام زمانہ علیہ السّلام کی پسند اور آپ علیہ السلام کی خوشنودی کا پاس و لحاظ کرنے میں اقدام کر سکتے ہیں؟ کہاں وہ ذات پاک علیہِ السلام جو وسیلہ نجات ہے اور کہاں پست دنیا کے حصول کی جد جہر؟ آدمی کتنا بڑا اور کتنا قد آور ہو جاتا ہے جب صدف عقل کی روشنی میں اور گرد و پیش کے ماحول سے آزاد ہو کر صرف غور کرتا ہے اور کہتا ہے: ”اے کاش میں موالیان امام زمان علیہِ السلام میں شامل ہو جاتا یہیں سے مٹی نرم ہوتی ہے اور فطرت انسانی کی کھیتی میں محبت کی ہری بھری فصل لہلہانے لگتی ہے۔ چنانچہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ و سلم کا ارشاد ہے :

اعبد الناس من أقام الفرائض

عابد ترین انسان وہ ہے جو واجبات پر عمل کرتا ہے۔ (اصول کافی)

اصول کافی کی دوسری روایت ہے۔ امام صادق علیہ السّلام فرماتے ہیں :

مَنْ عَرَفَ اللهَ خَافَ اللهَ، وَ مَنْ خَافَ اللهَ سَخَتْ نَفْسُہٗ عَنِ الدُّنْيَا

جو اللہ کی معرفت رکھتا ہے وہ اللہ سے ڈرتا ہے اور جو اللہ سے ڈرتا ہے دنیا سے اس کا دل اٹھ جاتا ہے۔

حضرت علی ابن ابی طالب علیہ السّلام نہج البلاغہ میں ارشاد فرماتے ہیں :

آگاہ ہوجاؤ کہ تمہارا امام متاع دنیا میں پہننے کے لئے دو پرانے لباس اور کھانے کے لئے دو روٹی کے گر وے پر اکتفا کرتا ہے۔ آگاہ ہو جاؤ کہ تم اس صورت میں زندگی نہیں بسر کر سکتے ہو لیکن تم پرہیز گاری اور اس راہ پر چلنے کی کوشش کر کے اور پاکدامنی اور دین کے امور میں مضبوط رہ کر میری مدد تو کرسکتے ہو؟

اس فصیح ترین جملے سے ہماری معاشی، معاشرتی اور تہذیبی اور ساری زندگی کی آئینہ داری ہوتی ہے اور بہی چلن زندگی کا ہوتو در امام علیہ السّلام سے دوریاں ختم ہوسکتی ہیں۔

۲ - امام علیہ السّلام سے پیوستہ رہنا

یہ موضوع امام علیہ السّلام کی نصرت و یاوری کی آرزو کا ہے۔ یہ ایک وسیع مضمون ہے۔ بڑے صبر آزما مراحل کی داستان ہے۔ بڑے استقلال کی راہ روی کا سفر ہے۔ محاسبہ نفس کی تحویل پر اس کی اساس ہے۔ آبلہ پائی کے ساتھ کانٹوں پر چلنے کا سبق ہے اور تربیت گاہ امام میں مشق کا اسلوب ہے۔ لیکن... لیکن.. لیکن اس وادی میں چند قدم چلنے کے بعد ہی ایسا محسوس ہونے لگتا ہے جیسے روح القدس کی آواز کہیں دور سے آ رہی ہے مبارک ہو تمہیں تمہاری آرزو کی روشن دُنیا۔

مرد باید کہ ہراساں نہ شود مشکلی نیست کہ آسان نشود

یہاں ایک مثال جو ایک تاریخی واقعہ ہے قارئین کی خدمت میں رکھ کر نصرت امام کی آرزو اگر پروان پڑھے تو اس ناصر و یاور جس کے دل میں اس آرزو نے جنم لیا ہے کی آخرت کیسے سنورتی ہے۔ اپنی بات کو اور واضح کر دوں، کربلا تیار ہو رہی تھی۔ جناب زینب سلام اللہ علیھا نے امام حسین علیہ السّلام سے کہا: " بھیا دشمن کی فوج میں دستہ بہ دستہ اضافہ ہورہا ہے۔ بھیا! آپ کا کوئی ناصر و مددگار نہیں آ رہا ہے؟ امام حسین علیہ السّلام نے جواب دیا ۔ بہن آرہا ہے انتظار کرو تھوڑی دیر کے بعد جناب فضہ نے جناب زینب سلام اللہ علیہ کو خبر دی : بی بی، آپ کے بھائی کے بچپن کے دوست حبیب ابن مظاہر آئے ہیں۔ بی بی نے کہا: فضہ حبیب کو میرا سلام پہونچا دو، فضہ نے حبیب سے مخاطب ہوکر کہا: حبیب شہزادی زینب سلام اللہ علیہا آپ کو سلام کہہ رہی ہیں۔ حبیب نے اپنا سر زمین پر پٹک دیا اور کہا یہ حقیر غلام کہاں، شھزادی زینب کہاں۔ دین کی نصرت و یاوری نے حبیب کو یہ مرتبہ دیا کہ وہ سلام جو خاتون جنت سلام اللہ علیھا کی بیٹی ثانی زہرا سلام اللہ علیہا کے لب مبارک سے ادا ہوا تھا آج تک گوشہ ہائے افلاک میں گونج رہا ہے اور امام کی نصرت و یاوری کر نیوالوں کے مراتب عالیہ کی نشاندہی کر رہا ہے۔ یہی سلام وہ گلاب ہے جس کے ذکر کی مہک ہر مجلس عزا میں پھیلی ہوئی ہے۔

آج چودہ صدیاں گزری ہیں ہم اپنے غائب امام کو صدا دے رہے ہیں "العجل العجل" اور دعا کرتے **ہیں**

اللّٰہُمَّ اجْعَلْنِیْ مِنْ اَنْصَارِہٖ وَ اَعْوَانِہٖ وَ شِیْعَتِہٖ

دعا تو کرتے ہیں لیکن حبیب کے جیسا کلیجہ کہاں سے لائیں؟ اور اگر یہ ہمت و حوصلہ نہیں پیدا کر سکتے تو کم سے کم کچھ تو اپنے عمل کو آزمائیں تا کہ امام علیہِ السلام کو منہ دکھانے کے لائق رہیں اس کے لئے ضروری ہے کہ اٹھتے، بیٹھتے، جاگتے، سوتے، سفر میں، حضر میں ہر وقت کہتے رہیں "یا ابا صالح المھدی ادرکنی "

۳ - تیاری ظہور امام علیہ السّلام کے لئے

آمادگی کا لفظ شیعوں میں ظہور امام علیہ السّلام کی نسبت گشت کر رہا ہے۔ ہر ملت کا فرد یقین رکھتا ہے کہ آپ کا ظہور ہوگا۔ صرف یہی نہیں بلکہ یہ ایک عالمی نظریہ ہے۔ تمام اقوام عالم اس عقیدہ ظہور مہدی پر یقین رکھتے ہیں۔ فرق مابین شیعہ اور دیگر اقوام و مذاہب میں یہ ہے کہ ہمارے سامنے حقیقت اظہر من الشمس کی طرح صاف اور روشن ہے۔ اور مثل دیگراں مبہم اور دھند ہلکے میں کسی گمشدہ تلاش کی طرح نہیں ہے۔

ایسی صورت میں لازم ہے کہ اس قوم کا ہر فرد ظہور کے لئے پوری طرح تیار رہے یا ہمہ وقت تیاری میں لگا رہے۔ جب ظہور کی حقیقت سورج کی طرح روشن ہے تو ہر فرد کو اپنے کردار پر لگے دھبے صاف دکھائی پڑ رہے ہیں اور اگر دیکھنے کے بعد بھی بدنما داغ دھبے کردار سے دھوئے نہ جائیں تو عاقبت خواب گراں میں گم ہو جائے گی۔ اس داغدار کردار کو صاف اور پاکیزہ بنانے کے لئے چند بنیادی عوامل ہیں۔

محاسبہ نفس۔ کثرت سے استغفار اور یا ابا صالح المھدی ادرکنی کی مسلسل تکرار۔ جب نفس کے چنگل میں افکار انسانی پھنس جاتے ہیں اور کردار میں ایک سقوط پیدا ہونے لگتا ہے تو رہبر حقیقی اللہ تعالی کا جانشین اس ارض خاکی پراس منصب عالی پر فائز ہے کہ وہ ہمیں گرنے سے بچا لیتا ہے نفس کے خواہشاتی چنگل سے نجات دلاتا ہے اور ہمیں اس قابل کردیتا ہے کہ ہمارا ظاہر ہمارے باطن کا آئینہ بن جاتا ہے اور ہم اپنے تکوینی نور کا وجدان کرتے ہیں۔ امتحان گاہ عالم میں ایسے بلند و بالا زمینوں کو قدم بہ قدم طے کرنا آسان تو نہیں ہے لیکن ناممکن بھی نہیں ہے اور اگر ہدایت کی روشی سامنے ہو تو کوئی مشکل بھی نہیں۔ کچھ قدم کے بعد ہی روحانی لذتوں کے سلسلے شروع ہو جاتے ہیں۔ ڈاکٹر سید محمد بنی ہاشمی نے اپنی کتاب "سلوک منتظران" میں اس زمرے میں وہ باتیں کی ہیں جو ائمہ معصومین علیھم السلام کے اقوال کی روشنی میں ہیں اور دل میں اترنے والی ہیں۔ چنانچہ آمادگی سے متعلق آیات و روایات سے ہم صرف ایک پر اکتفا کریں گے۔

ارشاد پروردگا ہو رہا ہے: **يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اصْبِرُوا وَصَابِرُوا وَرَابِطُوا وَاتَّقُوا اللَّهَ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُونَ**

اے وہ لوگ جو ایمان لائے صبر کرو، ثابت قدم رہو اور رابطہ رکھو اور اللہ تعالی سے ڈرتے رہو شاید تم کو فلاح نصیب ہو۔

یہاں امام صادق علیہ السّلام نے ارشاد فرمایا ہے : **اِصْبِرُوْا عَلیٰ اَدَاءِ الْفَرَائَضِ وَ صَابِرُوْا عَلَی الْمَصَائِبِ وَ رَابِطُوْا عَلَی الْاَئِمَّۃِ۔**

یعنی واجبات کی ادائیگی میں مضبوطی سے قائم رہو اور مصیبتوں اور بلاؤں میں ثابت قدم رہو ان پر اپنے عزائم اور ہمت کے ساتھ اپنا غلبہ رکھو، شک و شبہات میں مبتلا نہ ہو جاؤ اور جادہ تقدس سے قدم نہ ہٹنے پائیں اور یہ اسی وقت ممکن ہے جب امام وقت علیہ السلام سے اپنے رابطے مضبوط ہوں گے۔ مستحکم ہوں گے۔ جس کے نتیجے میں خوف خدا ہمیں ہر خوف سے بچائے رکھے گا۔ مولا علی علیہ السّلام کا ارشاد ہے کہ ہر شخص کا عمل اُسکی ہمت شجاعت کی قدروں سے ناپا تولہ جائیگا۔ جب خوف خدا پیدا ہو جاتا ہے تو کسی کا خوف باقی نہیں رہتا۔ اور راہ نجات اور فلاح و بہبودی حیات انسانی کے لئے چراغ اُلفت امام کو روشن رکھتا ہے۔

لہذا تیاری، آمادگی پا بہ رکاب رہنے کے لئے جذبہ نصرت و یاوری امام کو زندہ رکھنے کے لئے ہمیں کوشاں رہنا چاہئے۔ پھر دیکھئے کیسے یہ انسان خاک بسر ہوکر افلاک کے راستوں کو اپنی گزرگاہ بنالیتا ہے۔

اے کاش... اے کاش.... اے کاش! باران رحمت ہو اور ہمارے وجود کی مٹی نرم ہو اس لئے کہ ہم اگر نم ہو تو یہ مٹی بہت زرخیز ہے ساقی اور ہمارے محبوب امام کے اشارے ہمیں دکھائی دینے لگیں گے۔

شرح زیارت امام زمانہ بروز جمعہ

(پچھلے شمارے سے جاری)

۴ - السلام عليك أيها مهذّب الخايف :

سلام ہو آپ پر اے صاحب تہذیب خوف خدا رکھنے والے۔

اس فقرے میں امام عصر حضرت مہدی عجل اللہ تعالی فرجہ الشریف کے دو القاب بیان کئے گئے ہیں۔ ایک مہذب اور دوسرے خائف۔ لفظ مہذب اسم مفعول ہے باب تفعیل کا اور ھذب اصل حروف ہیں۔ لغت میں مہذب کے معنی ہیں تہذیب شدہ، پاک شدہ، تربیت شدہ، پاک اور بغیر کسی عیب کے اور وہ شخص جو بہترین اخلاق و اوصاف سے آراستہ ہو۔ یقینا یہ ساری صفات حضرت امام زمانہ عجل اللہ تعالی فرجہ الشریف پر منطبق ہوتی ہیں۔ آپ وہ پاک و پاکیزہ ہستی ہیں جو اصحاب کساء کے جانشین ہیں کہ جنکی طہارت و پاکیزگی کا اعلان خداوند متعال نے قرآن کریم میں کیا ہے۔ (سورہ احزاب (۳۳): آیہ ۳۳)۔ آپ وہ ہیں کہ جن کا مربی پروردگار عالم ہے اور وہ طاہر ذات کی جس میں نہ کبھی کوئی عیب تھا اور نہ کبھی عیب کا گذر ہوگا۔

دوسری صفت کہ جس کا ذکر اس فقرے میں ہے وہ ہے "خائف" یعنی خوف خدا رکھنے والے۔ خائف عربي صرف کے اعتبار سے اسم فاعل ہے جو خوف سے بناہے جسے اصطلاح میں اجوف واوی کہتے ہیں۔

الف: اہمیت خوف خدا

قرآن مجید صاحبان ایمان کی صفات وخصلتوں کا ذکر

کرتے ہوئے فرماتا ہے :

تَتَجَافَىٰ جُنُوبُهُمْ عَنِ الْمَضَاجِعِ يَدْعُونَ رَبَّهُمْ خَوْفًا وَطَمَعًا وَمِمَّا رَزَقْنَاهُمْ يُنفِقُونَ

بستر خواب سے وہ اپنے پہلو تہی کرتے ہیں، اپنے پروردگار کو خوف و امید سے پکارتے ہیں اور جو کچھ رزق ہم نے انہیں عطا کیا ہے اسے (فی سبیل اللہ) خرچ کرتے ہیں۔

امام متقیان حضرت علی بن ابی طالب علیہ السّلام فرماتے ہیں :

اَلْخَوْفُ جَلْبَابُ الْعَارِفِيْنَ . (غرر الحکم)

یعنی خوف خدا خدا شناس افراد کا پیراہن ہے۔

دوسرے لفظوں میں وہ لوگ جو واقعی خدا کی معرفت رکھتے ہیں اور اس کی عظمت و قدرت و بزرگی سے واقف ہیں وہ ہر وقت ہر آن اور ہر لمحہ اس سے ڈرینگے اور کبھی بھی اسکے مقابلے میں ناشائستہ حرکتیں اور نازیبا کام نہیں کریں گے۔

لہٰذا پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ و آلہ فرماتے ہیں :

اَعْلیٰ النَّاسِ مَنْزِلَۃً عِنْدَ اللہِ اَخْوَفُہُمْ مِنْہُ۔ (بحار الانوار ج ۷۷, ص ۱۸۰, ح ۱۰)

یعنی لوگوں میں بلندترین مرتبہ اللہ کے نزدیک وہ لوگ رکھتے ہیں جو اس سے سب سے زیادہ ڈرتے ہیں۔

ب: خوف خدا خداشناسی کی علامت ہے

مندرجہ بالا حدیث جو مولائے کائنات علیہِ نے نقل ہوئی ہے اس سے واضح ہوتا ہے کہ خوف کا تعلق معرفت اور علم سے ہے۔ قرآن کریم میں ارشاد ہوتا ہے :

إِنَّمَا يَخْشَى اللَّهَ مِنْ عِبَادِهِ الْعُلَمَاءُ (سورہ فاطر (۳۵): آیہ ۲۸)

اسکے جملے بندوں میں سے صرف اہل علم (ومعرفت) ہی خدا سے ڈرتے ہیں۔

الداعی الی اللہ اور سراج منیر حضرت محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وآلہ و سلّم فرماتے ہیں :

مَنْ کَانَ بِاللہِ اَعْرَفُ کَانَ مِنَ اللہِ اَخْوَفُ۔ (بحار الانوار، ج ۷۰, ص ۳۹۳، ح ۶۴)

جو جتنا خدا شناس ہو گا اتنا ہی وہ خدا سے ڈرے گا۔

باقر علوم الانبیا حضرت امام محمد باقر علیہ السّلام فرماتے ہیں :

حکمت آل داؤد میں ہے۔ اے فرزند آدم! تیرا دل سخت ہو چکا ہے کیونکہ تو اللہ کی عظمت و بزرگی کو فراموش کر چکا ہے پس اگر تو اللہ کا علم اور اس کی عظمت کی معرفت رکھتا ہوتا تو ہر آن اس سے ڈرتا۔ (امالی شیخ جعفر طوسی، ص ۲۰۳, ح ۳۴۶)

ج : علامات خائف

خوف خدا رکھنے والے بندوں کی کچھ علامتیں ہیں۔ قرآن مجید میں اعلان حق ہوتا ہے :

وَأَمَّا مَنْ خَافَ مَقَامَ رَبِّهِ وَنَهَى النَّفْسَ عَنِ الْهَوَىٰ ﴿٤٠﴾ فَإِنَّ الْجَنَّةَ هِيَ الْمَأْوَىٰ (سورہ نازعات (۷۹): آیہ ۴۱-۴۰)

جو شخص اپنے پروردگار کی عظمت سے ڈرے اور اپنے نفس کو ہوا وہوں سے روکے یقیا بھشت ہی اسکا مقام ہے۔

امیر المومنین حضرت علی بن ابی طالب علیہ السّلام فرماتے ہیں :

بیشک اللہ کے کچھ بندے ایسے ہیں کہ جن کے دل خوف خدا سے پارہ پارہ ہو چکے ہیں۔ جسکی بنا پر وہ (زیادہ) بات کرنے سے پرہیز کرتے ہیں جبکہ وہ فصیح، بلیغ، عاقل، صاحبان دل اور نجیب ہیں۔ وہ اپنے پاک و پاکیزہ اعمال کے ذریعہ خدا کی طرف تیزی سے بڑھ رہے ہیں۔ خدا کی راہ میں وہ اپنے زیادہ اعمال کو بھی کم سمجھتے ہیں اور قلت العمل اور کوتاہیوں سے ناراض ہوتے ہیں۔ وہ اپنے آپ کو لوگوں میں بدترین شمار کرتے ہیں جبکہ وہ رنگ اور نیکیو کار ہیں۔ (بحار الانوار، ج ۶۹, ص ۲۸۶, ح ۲۱)

اگر ہم اس حدیث شریف پر غور کریں جو باب مدینۃ العلم علیہِ السلام کے لبہائے اقدس سے صادر ہوئی ہے تو ہمیں اندازہ ہوگا کہ آج ہمارے معاشرے میں ایسے افراد کی کتنی قلت ہے کہ جن میں واقعی خوف خدا پایا جاتا ہے۔ وہ افراد کہ جنکی زبانوں کو خوف خدا نے گونگا کر دیا ہے۔ وہ افراد جو حقیقتا فصیح و بلیغ اور صاحبان عقل و خرد ہیں۔ وہ افراد جو اعمال صالحہ کے پیکر ہیں۔ وہ افراد جو دن و رات صبح و شام دین کی خدمت کرنے کے باوجود اپنے اعمال کو بہت ہی کم گردانتے ہیں اور جب واقعی وہ کوئی خدمت کی بنا پر انجام نہیں دے پاتے ہیں تو اپنے نفس سے ناراض ہوتے ہیں اور اپنی مذمت کرتے ہیں ! ہوشیار اور ذرنگ ہونے کے باوجود وہ اپنا شمار بدترین بندوں میں کرتے ہیں !! اللہ اکبر! ہمارے ائمہ معصومین علیہم السلام ہم سے کیسی توقع رکھتے ہیں اور ہمارا معاشرہ کیا ہو گیا ہے !!

د : جو اللہ تعالی سے ڈرتا ہے، اس سے ساری چیزیں ڈرتی ہیں

جملہ نعمتوں میں سے جو اللہ تعالی نے اپنے صالح بندوں کو نوازا ہے ان میں ایک یہ ہے کہ اس نے اپنی دیگر مخلوقات میں اپنے اچّھے بندوں کا رعب وخوف ڈال دیا ہے۔ خداوند عالم اپنی کتاب حکیم میں صراحت کے ساتھ اعلان کر رہا ہے کہ ہم نے کفار و مشرکین کے دلوں میں مومنین کا خوف ڈال دیا ہے۔

(رجوع کریں سورہ آل عمران، آیت ۱۵۱ اور سورہ انفال، آیہ ۱۲)

صادق آل محمد حضرت امام جعفر صادق علیہ السّلام فرماتے ہیں :

مَنْ خَافَ اللهَ اَخَافَ اللهُ مِنْہُ کُلَّ شَیْءٍ وَ مَنْ لَمْ یَخَفِ اللهَ اَخَافَہٗ مِنْ کُلِّ شَیْءٍ۔ (الکافی، ج ۲, ص ۶۸، ح ۳)

یعنی جو اللہ سے ڈرتا ہے اللہ ہر چیز کو اس سے ڈراتا ہے اور جو اللہ سے نہیں ڈرتا اللہ اسے ہر چیز سے ڈراتا ہے۔

دوسرے لفظوں میں ہمیں خداوند عالم کے علاوہ نہ کسی سے ڈرنا چاہئے اور نہ کسی اور کے در پر سر تسلیم خم کرنا چاہئے۔ کیونکہ شیطان رجیم کا ایک حیلہ یہ ہے کہ وہ اللہ کے نیک بندوں کو دنیاوی چیزوں سے ڈراتا رہتا ہے۔ لیکن اللہ کے نیک اور صالح بندے اسکے حیلے کا شکار نہیں ہوتے ہیں۔

خداوند کریم نے اپنی کتاب قرآن مجید میں ہمیں آگاہ کیا کہ :

إِنَّمَا ذَٰلِكُمُ الشَّيْطَانُ يُخَوِّفُ أَوْلِيَاءَهُ فَلَا تَخَافُوهُمْ وَخَافُونِ إِن كُنتُم مُّؤْمِنِينَ (آل عمران : ۱۷۵)

وہ شیطان ہے جو اپنے دوستوں کے دلوں میں خوف ایجاد کرتا ہے۔ اگر تم صاحبان ایمان ہو تو اس سے خوف زدہ نہ ہو بلکہ مجھ سے ڈرو۔

خوف کی متعد قسمیں ہیں جیسے خشیہ، وجل رہبہ، ہیتہ, جو حضرات تفصیلات جاننا چاہتے ہیں وہ رجوع کریں کتاب الخصال (مصنف مرحوم شیخ صدوق) ص ۲۸۱، بحار الانوار (مصنف علامہ مجلسی) ج ۷۰، ح ۳۲۳، باب ۵۹، باب الخوف والرجاء اور ج ۶۹، حکایات الخائفین۔

یوں تو اس بحث میں اور بھی ابواب ہیں مگر اختصار کو مد نظر رکھتے ہوئے ہم خوف کی بحث کو یہیں پر تمام کرتے ہیں۔

۵ ۔ اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ اَیُّہَا الْوَلِیُّ النَّاصِحْ۔

سلام ہو آپ پر اے ولی اے ناصح۔

اس فقرے میں بھی امام زمانہ عجل اللہ تعالی فرجہ الشریف کو دو ۲/ القاب سے یاد کیا گیا ہے ایک ولی اور دوسرے "ناصح"۔

"ولی" :عربی زبان میں شاید ہی کوئی لفظ اتنی وسعت رکھتا ہے جتنا لفظ ولی۔ عید غدیر کے خصوصی شمارے میں ہم لفظ مولی (جو لی سے اخذ کیا گیا ہے) تفصیلی بحث کر چکے ہیں۔ ولی بروزن فعیل ہے جو صیغہ مبالغہ ہے۔ یہ اللہ تعالی

کے ناموں میں سے ایک نام ہے۔ ولی کے معنی ہوتے ہیں امور کا متولی و سرپرست مالک مدبّر قادر امیر سلطان نقیب وغیرہ۔ عربی ادبا ء جیسے ابن منظور ابن اثیر ابن سکیت، سیبویہ، سبھی نے اس پر تفصیلی بحث کی ہے۔ اگر ہم ان معانی پر غور کریں تو سبھی معانی ایک حقیقت کی طرف اشارہ کرتے ہیں۔ یعنی وہ ذات کہ جس کو مکمل تسلط اور حق تصرف حاصل ہے۔ یقیناً امام زمانہ حضرت بقیہ اللہ الاعظم عجل اللہ تعالی فرج الشریف کی ذات ان ساری صفات کی حامل ہے۔

ناصح : ناصح اسم فاعل ہے یعنی نصیحت کرنے والا۔ اس فقرے میں ہمارے امام علیہِ السلام کو اس صفت (ناصح) سے یاد کیا گیا ہے۔ دین مقدس اسلام میں نصیحت اور موعظہ کی کافی تاکید کی گئی ہے۔

الف : اہمیت نصیحت

پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ و آلہ نے فرمایا :

اِنَّ اَعْظَمَ النَّاسِ منزلةً عِندِ الله يَوْمَ الْقِيَامَةِ اَمْشَاهُمْ فِىْ اَرْضِهٖ بِالنَّصِيْحَةِ لِخَلْقِهٖ۔
(الکافی، ج ۲, ص ۲۰۸،ح ۵)

خدا کے نزدیک سب سے زیادہ مقام و منزلت وہ شخص رکھتا ہے جو بندگان خدا کونصیحت کرنے میں سب سے زیادہ کوشاں رہے۔ نصیحت کرنے سے آپسی محبت و مودت میں اضافہ ہوتا ہے۔ کیونکہ ہر مون دوسرے مومن کا برادر ایمانی ہے لہذا ہر ایک کا فریضہ ہے کہ اپنے بھائی کو نصیحت و موعظہ کرتا ہے۔ نصیحت کی بنیاد ہی مودت ہے جو حاسد ہوگا وہ کبھی کسی کو اچھی نصیحت نہیں کرے گا اور کبھی کسی کا خیر خواہ نہیں ہوگا ۔

ب : ناصح کی علامتیں

پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ و آلہ فرماتے ہیں :

اَمَّا عَلَامَةُ النَّاصِحِ فَاَرْبَعَةٌ: يَقْضِىْ بِالْحَقِّ وَ يُعْطِىْ الْحَقَّ مِنْ نَفْسِهٖ وَ يَرْضٰى لِلنَّاسِ مَا يَرْضَاهُ لِنَفْسِهٖ وَلَا يَعْتَدِىْ عَلٰى اَحَد۔

(تحف العقول مصنف ابن شعب حرانی، ص۲۰)

ناصح اور خیر خواہ کی چار نشانیاں ہیں: (ایک) وہ جب بھی فیصلہ کرتا ہے ان کے ساتھ کرتا ہے۔ (دو)، اپنی طرف سے دوسروں کو دیتا ہے۔ (تین)، جو اپنے لئے چاہتا ہے وہی لوگوں کے لئے بھی چاہتا ہے اور (چار)، کسی پر دست درازی اور کسی کی حق پامالی نہیں کرتا ہے۔

یقینا، آج ہمارے امام وقت عجل اللہ تعالی فرجہ الشریف سے بہتر ناصح اور خیر خواہ ہمیں نہیں مل سکتا۔ آپ ہماری خیر خواہی فرماتے ہیں۔ اب یہ ہماری ذمہ داری ہے کہ ہم آپ کی نصیحتوں کو قبول کریں، ان پر عمل کریں۔ ایسا نہ ہو کہ ہم اس آیہ کریمہ کے مصداق بن جائیں،

وَلَا يَنفَعُكُمْ نُصْحِي إِنْ أَرَدتُّ أَنْ أَنصَحَ لَكُمْ إِن كَانَ اللَّهُ يُرِيدُ أَن يُغْوِيَكُمْ (سورہ ہود (۱۱): آیہ ۳۴)

اور میری نصیحت تمہیں فائدہ نہیں پہونچائے گی اگر میں چاہوں کہ تمہیں نصیحت کروں اگر اللہ یہ ارادہ رکھتا ہے کہ تمہیں گمراہی کی راہ پر چھوڑ دے۔ ہوسکتا ہے کہ کچھ لوگوں کے ذہنوں میں یہ سوال پیدا ہو کہ امام علیہ السّلام غیبت میں رہ کر کیسے نصیحت فرما سکتے ہیں؟ اس کا جواب وہی ہے جو اس سوال کا ہے کہ امام غائب کا کیا فائدہ ہے؟ یہ بات اذہان عالیہ میں محفوظ رہے کہ غیبت ہماری طرف سے ہے امام علیہ السّلام کی طرف سے نہیں۔ جیسا کہ چوتھے امام حضرت زین العابدین علیہ السّلام نے فرمایا کہ غیبت کبری میں کچھ اس طرح کے مخلص افراد ہوں گے جن کا عقیدہ اتنا پختہ ہو گا کہ غیبت انکے لئے مشاہدہ کی مانند ہوگی۔ یہی حقیقی مومن ہیں اور ہمارے سچے شیعہ اور یہی وہ افراد ہیں جو لوگوں کو دین خدا کی طرف دعوت دیتے ہیں اعلانیہ طور پر اور خاموشی سے۔ آیئے ہم سب مل کر یہی دعا کریں کہ اللہ تعالی ہم سب کو یہ توفیق مرحمت فرمائے کہ ہمارا شمار بھی ایسے ہی افراد میں ہو۔
(بقیہ آئندہ انشاء اللہ 12

کتاب الغیبۃ یا سر آل محمد (علیہم السلام)

علمی دنیا میں مفید ترین میراث کتاب الغیبہ ہے۔ اس کتاب کا موضوع امامت ہے جو ہمارے عقائدی موضوعات کا اہم ترین جزء ہے۔

یہ قیمتی سرمایہ (کتاب الغیبہ) اپنے آثار کے لحاظ سے تقریبا ختم ہو چکا تھا تاہم اس کا قلمی نسخہ موجود تھا۔ کتابت کی غلطیوں کی بنا پر مفاہیم میں پیچیدگیاں پیدا ہوگئی تھیں۔ ان خامیوں پر عالم عامل، معلم وارستہ، مرحوم علامہ رضوان اللہ علیہ کی نظر تھی۔ آپ نے ان خامیوں کی صحیح اور اس کی اشاعت کے لئے تقریبات تیس سال پہلے اقدام فرمایا۔

مؤلف کا مختصر تعارف

اس مختصر مقدمہ کے بعد مؤلف کا مختصر تعارف پیش کرنا ضروری ہے۔

نام کتاب : کتاب الغیبۃ

نام مؤلف : محمد بن ابراہیم بن جعفر

کنیت مؤلف : ابوعبداللہ

لقب مؤلف : الکاتب النعماني

عرفیت مؤلف : (ابن ابی) زینب

چوتھی صدی ہجری کی ابتداء کے شیعہ محدثین میں آپ کا نام سر فہرست ہے۔

کتب اربعہ کی فہرست میں بہترین کتاب "الکافی" کے مولف ثقتہ الاسلام شیخ محمد بن یعقوب بن اسحاق کلینی رحمۃ اللہ علیہ کے شاگرد تھے اور انہیں سے درس حدیث حاصل کیا اور اپنے استاد (شیخ کلینی) کے کاتب قرار پائے اسی لئے اس لقب سے شہرت پائی۔

کتاب غیبت جو عام طور پر غیبت نعمانی کے نام سے مشہور ہے، چھبیس ۲۶ ابواب پر مشتمل ہے۔ مکتبتہ الصدوق، طھران ، بازار جنب مسجد سلطانی سے شائع ہونے والی یہ کتاب ۳۳۲ صفحات پر مشتمل ہے۔ اشاعت کی تاریخ نہیں لکھی ہے لیکن تصحیح ۱۳۹۷ ھ ہے۔

باب اول

۵۲ روایتیں جن میں آل محمد علیہم السلام کے راز کو اُن لوگوں سے محفوظ رکھنے کی بات کی ہے جو اس کے اہل نہیں ہیں مثال کے طور پر معتزلہ جو فضیلت و برتری امیر المومنین علیہ السلام کے قائل ہیں۔ لیکن ناقص کو کامل پر مقدم سمجھتے ہیں۔

أَفَمَن يَهْدِي إِلَى الْحَقِّ أَحَقُّ أَن يُتَّبَعَ أَمَّن لَّا يَهِدِّي إِلَّا أَن يُهْدَىٰ ۖ فَمَا لَكُمْ كَيْفَ تَحْكُمُونَ (سورہ یونس، آیت ۳۵)

جو شخص حق کی راہ دکھاتا ہے کیا وہ زیادہ حقدار ہے کہ اسکے حکم کی پیروی کی جائے یا اُس شخص کی جو خود ہدایت یافتہ نہیں ہے (یعنی دوسرا جب تک اسے راہ نہ دکھائے وہ دیکھ نہیں پاتا) ہے پس تم کو کیا ہو گیا ہے؟ تم کسی طرح کا حکم دیتے ہو؟

عتزلہ ہوں یا اشاعرہ یا پھر دوسرے ناصبی، دشمنان اہل بیت علیہم السلام کی آنکھیں پھوٹی ہوئی ہیں۔ وہ حق اور باطل میں تمیز نہیں کر پاتے اسی طرح شیعوں میں بھی ایسے لوگ پائے جاتے ہیں جو اسرار آل محمد علیہم السلام کو سمجھنے کی اہلیت و

صلاحیت نہیں رکھتے لہذا ایسے لوگوں کے سامنے ان اسرار کو ہرگز نہ بیان کیا جائے ورنہ وہ لوگ خدا و رسول اور ائمہ کو بھی جھٹلا دیں گے۔

امام صادق علہ فرماتے ہیں: کچھ لوگ مجھے اپنا نام تصور کرتے ہیں۔ خدا کیا قسم میں ان کا امام نہیں ہوں۔ خدا ان پر لعنت کرے کیونکہ جن باتوں کو میں چھپاتا ہوں، وہ اسے آشکار کر دیتے ہیں۔ میں یہ اور وہ (کذاوکذا) کہتا ہوں وہ کہتے ہیں ان کا (امام کے قول کا) مطلب یقینا فلان شخص ہے اور وہی ہے۔

اور یہ حضرت فرماتے ہیں: **اِنَمَا اَنَا اِمَامُ مَنْ اَطَاعَنِیْ**

میں صرف اس کا امام ہوں جو میری اطاعت کرتا ہے۔ (باب ۱, حدیث، ۸)

دوسرا باب

آیت **واعتصموا بحبل اللہ جمیعا ولا تفرقوا** کی تفسیر مشتمل ہے۔

تم سب کے سب خدا کی رسی کو مضبوطی سے تھامے رہو اور آپس میں پھوٹ نہ ڈالو

راوی نے پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم سے سوال کیا: اے اللہ کے رسول میں نے سنا ہے کہ اللہ عزوجل نے اپنی کتاب میں فرمایا کہ واعتصموا... تو وہ رسی کیا ہے جس سے متمسک رہنے کے لئے کہا گیا ہے اور کس تفرقہ سے بچنے کے لئے کہا گیا ہے؟ پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ و آلہ و سلم نے اپنے سر کو جھکا لیا اور تھوڑی دیر خاموش رہے پھر سر کو اٹھایا اور ہاتھوں سے علی علیہ السّلام کی طرف اشارہ کیا اور فرمایا :

ھٰذَا حَبْلُ اللہِ الَّذِیْ مَنْ تَمَسَّکَ بِہٖ عُصِمَ بِہٖ فِیْ دُنْیَاہُ وَ لَمْ یَضَلَّ بِہٖ فِیْ آخِرَتِہٖ۔

یہ اللہ کی رسی ہیں جو انہیں تھام لے گا دنیا میں محفوظ ہوگا اور آخرت میں ہرگز گمراہ نہ ہوگا (یعنی آخرت میں بھی محفوض ہوگا)

(باب ۲، ح ۱)

تیسرا باب

وہ روایتیں جو امامت و خلافت کے بارے میں ہیں اس باب میں نقل کی گئی ہیں۔ منصب امامت اور پھر امام کا اپنے بعد کے امام کو جانشین بنانا یہ دونوں کام اللہ کے اختیار میں ہے۔

امام صادق علیہ السّلام کے سامنے تقریباً بیس میں افراد موجود تھے۔ امام نے فرمایا :

شاید تم یہ خیال کرتے ہو کہ امامت کے معاملہ میں جانشین کا معین کرنا ہمارے خاندان کے کسی فرد کے اختیار میں ہے کہ جس کو چاہے امام بنا دے۔ خدا کی قسم (ایسا نہیں ہے) بلکہ یہ ایک عہد و پیمان ہے جو خدا کی جانب سے رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر نازل ہوا ہے جس میں ہر شخص (امام) کا نام ترتیب وار لکھا ہے۔ (باب ۳، ح ۱)

چوتھا باب

اس باب کی حدیثوں میں تحریر ہے کہ امام بارہ ہوں گے اور وہ خدا کی جانب سے معین ہوں گے۔

حضرت جبرئیل پیمبر صلی اللہ علیہ و آلہ و سلم کی خدمت میں آئے اور عرض کیا :

اے محمد ! خدائے عز و جل نے آپ کو حکم دیا ہے کہ فاطمہ (س) کی شادی علی سے کر دیں۔ پس رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے حکم خداوندی کی تعمیل کی۔ (باب ۴, ح ۱)

پانچواں باب

اس باب میں ایسی حدیثیں نقل ہوئی ہیں جن میں مدعیان امامت اور جن لوگوں نے حقیقی امام کو چھوڑ کر دوسروں کو اپنا امام مانا ہے یا بنایا ہے ان کی مذمت کی گئی ہے۔ ملاحظہ ہو۔ امام صادق نہ فرماتے ہیں :

تین طرح کے لوگ ہوں گے جن سے روز قیامت خدا گفتگو نہیں کرے گا اور نہ ہی اُنکو پاک قرار دے گا اور ان لوگوں کے لئے دردناک عذاب مقرر کیا ہے۔ وہ لوگ جو خود کیلئے خدا کی جانب سے معین کردہ امامت کے منصب کا دعوی کریں گے اور دوسرا گروہ وہ ہے جو خدا کی جانب سے نصب کردہ امام کا انکار کریں گے تیسرا گروہ وہ ہے جو یہ گمان کرتا ہے کہ (مذکورہ دو گروہ) کیلئے اسلام میں کچھ حصہ ہے (یعنی ان دو گروہ کے ذریعہ اسلام کو کوئی فائدہ پہنچے گا)۔ (باب ۵، ج ۳)

چھٹا باب

اس باب میں پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ و آلہ و سلم کے جانشینوں کی تعداد کے سلسلے میں وہ حدیثیں جنہیں اہل سنت کے مشہور و معروف علماء نے اپنی کتابوں میں اکابر صحابہ سے نقل کی ہیں ان حدیثوں کو مؤلف نے اس باب میں تحریر کیا ہے۔ ملاحظہ ہو :

مسروق کہتے ہیں ہم لوگ ابن مسعود کے پاس تھے ایک شخص نے ان سے کہا: آیا تمہارے پیغمبر صلی اللہ علیہ و آلہ و سلم نے خبر دی ہے کہ ان کے بعد ان کے کتنے جانشین ہوں گئے؟ انہوں نے کہا: ہاں، اور اس شخص سے کہا کہ تم سے پہلے کسی نے مجھ سے یہ سوال نہیں کیا اور البتہ عمر کے لحاظ سے ان میں سب سے جوان ہو۔ میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو فرماتے سنا ہے : **تَكُوْنُ بَعْدِیْ عِدَّةُ نُقَبَاءِ مُوْسٰیٰ**

میرے بعد نقباء موسی علیہ السّلام کی تعداد میں میرے جانشین ہوں گے۔ (باب ۶, ح ۱)

اسی طرح دوسری حدیث میں فرمایا: بارہ نفر نقباء بنی اسرائیل کی تعداد کے برابر ہوں گے۔ (حدیث ۳)

اس طرح انس بن مالک، جابر بن سمرہ السوائی، ابو حذیفہ، سمرۃ بن جندب اور عبد اللہ بن عمرو بن العاص وغیرہ سے روایتوں کو نقل کیا ہے۔

ساتواں باب

جو شخص کسی ایک امام کے بارے میں شک کرے اور اسی حالت میں شب کو گذار دے اور دن کو پالے اور اپنے امام کو نہ پہنچنے اس کی موت جاہلیت کی موت ہوگئی۔

اسی طرح وہ انسان جو دین خدا کو بغیر امام کے قبول کرے خدا اس کے اعمال کو قبول نہیں کرے گا۔ امام باقر علیہ السّلام نے فرمایا :

مَنْ دَانَ اللهَ بِعِبَادَةٍ يَجْهَدُ فِيْهَا نَفْسَهُ وَلَا اِمَامَ لَهُ مِنَ اللهِ تَعَالیٰ فَسَعْيُهُ غَيْرُ مَقْبُوْلٍ وَهُوَ ضَالٌّ مُتَحَيِّرٌ۔ (باب ۷, ح ۱)

اس باب کی حدیثوں پر المنتظر کے مختلف شماروں میں اور ایسوی ایشن سے شائع ہونے والی دوسری اشاعتوں میں بھر پور روشنی ڈالی گئی ہے۔ قارئین مطالع کر سکتے ہیں۔

آٹھواں باب

زمین حجت خدا سے خالی نہ ہوگی۔

نواں باب

وہ روایتیں جن میں وارد ہوا ہے کہ اگر زمین پر صرف دو شخص باقی رہ جائیں گے تو ان میں سے ایک حجت خدا ہو گا۔

دسواں باب

بارہویں امام، امام منتظر کی غیبت کے سلسلے میں اور غیبت میں گمراہ کرنے والوں سے ہوشیار رہنے کیلئے حضرت امیر المومنین علیہ السلام کے ارشاد گرامی نقل کئے گئے ہیں۔ یہ بہت بڑا باب ہے اس میں بہت کی فصلیں ہیں صفحہ ۱۴۰ سے ۱۹۴ تک ۵۴ صفحات پر مشتمل اس باب میں غیبت کے مختلف پہلوؤں پر حدیثیں وارد ہوئی ہیں اور محقق علی اکبر غفاری نے جید علماء کے نظریات سے اس باب کو چار چاند لگا دئے ہیں۔

ہم صرف ایک حدیث پر اکتفا کرتے ہیں :

فرات بن احنف نے امام صادق علیہ السّلام سے روایت کی ہے اور آنجناب نے اپنے اجداد کے ذریعہ نقل کیا ہے کہ امیر المومین علیہِ السلام کی خلافت کے زمانے میں فرات کا پانی چڑھ گیا اس کے بعد حضرت امیر المومنین علیہ السلام اور ان کے دونوں فرزند حسن اور حسین علیھا السلام گھوڑے پر سوار ہوئے جب آپ کا گزر طایفہ ثقیف پر ہوا تو ان لوگوں نے کہا علی علیہِ السلام آئے ہیں اور پانی کے خطرات سے ہمیں محفوظ رکھیں گے پھر علی علیہ السّلام نے فرمایا: خدا کی قسم میں اور میرے ہی دونوں بیٹے شہید کر دیئے جائینگے اور اس بات میں شک نہیں ہے کہ خدا میرے فرزندوں میں سے ایک شخص کو آخری زمانے میں اٹھائے گا جو کہ ہمارے خون کا انتقام لے گا اور یقیناً وہ لوگوں کی نظروں سے اس لئے غائب ہوگا کہ کہیں غیبت کے زمانے میں گمراہ افراد نہیں پہچان نہ لیں۔ یہاں تک کہ جاہل و نادان کہیں گے "ما لله في آل محمد من حاجة" خدا کو آل محمد علیہم السّلام کی ضرورت نہیں ہے۔

(باب ۱۰, ح ۱)

پانچویں فصل میں دیگر ائمہ علیہم السلام سے حدیثیں نقل کی ہیں۔ یہاں ہم ایک حدیث نقل کر رہے ہیں جس سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ حضرت مہدی علیہ السلام کی غیبت پر کن لوگوں کا ایمان ہوگا؟

امام صادق اللہ فرماتے ہیں: اگر قائم قیام کرے گا تو لوگ ان کا انکار کریں گے کیوں کہ وہ ایک نوجوان کی صورت میں ان کے سامنے آئینگے۔ سوائے ان لوگوں کے کہ جن سے خداوند عالم نے عالم ذر میں میثاق وعہد و پیمان لیا ہے، کوئی ثابت قدم نہ ہوگا۔

(باب ۱۰، فصل ۱ ، ح ۴۳)

گیارہواں باب

ایسی حدیثیں جن میں شیعیان اہل بیت علیہم السلام کو غیبت کے زمانے میں صبر کے ساتھ ظہور کا انتظار کرنے کی تلقین کی گئی ہے:

راوی نے امام باقر علیہ السّلام سے آیہ " **اِصْبِرُوْا وَ صَابِرُوْا وَ رَابِطُوْا** " کے بارے میں پوچھا تو حضرت امام باقر علیہ السّلام نے فرمایا: صبر کرو واجبات الٰہی کے انجام دینے میں اور صبر و تحمل سے کام لو دشمنوں کے مقابلہ میں اور اپنے امام کے بارے میں ہوشیار رہو (یعنی انتظار کے ذریعہ اپنا رابطہ أن سے بنائے رکھو)۔

بارہواں باب

غیبت کبری میں شیعوں کے درمیان تفرقہ اور ان کے امتحان و آزمائش کو بیان کرنے والی حدیثیں نقل ہوئی ہیں۔ نمونہ کے لئے ہم ایک حدیث نقل کر رہے ہیں۔ امام صادق علیہ السّلام نے فرمایا :

وہ امر واقع نہ ہوگا (ظہور نہ ہوگا) جب تک تم میں سے بعض افراد دوسرے بعض لوگوں کے منہ پر تھوک نہ لیں اور ایک دوسرے پر لعنت نہ کر لیں اور یہاں تک کہ تم میں سے بعض لوگ ایک دوسرے کو جھوٹا نہ کہہ لیں۔

تیرھواں باب

امام مہدی علیہ السلام کی صفات اور رفتار و گفتار کے بارے میں حدیث و قرآن کی روشنی میں بیان فرمایا ہے۔

اسی بابت میں جناب نرجس خاتون (سلام اللہ علیہا) کے اوصاف بھی بیان ہوئے ہیں۔ امام زمانہ علیہ السّلام کی روش ان کے فیصلے کا طریقہ، ایسی علامتیں جن کے ذریعہ امام علیہ السّلام کو پہچانا جائیگا، ان کا لباس کیا ہوگا، ان کے ہمراہ ہونے والے سپاہیوں اور سواروں کی کیا حالت ہوگی؟ ان تمام موضوعات پر روایات نقل ہوئی ہیں۔

چودھواں باب

ظہور امام مہدی علیہ السلام سے پہلے کچھ علامتیں ظاہر ہوں گی اور اس کے بعد امام کا ظہور ہوگا۔

تذکر

یہاں صرف ایک بات ذہن نشین ہونا چاہیئے کہ ہم علامتوں کا انتظار نہیں کر رہے ہیں بلکہ امام مہدی علیہ السلام کا انتظار کر رہے ہیں۔ یہ بات بھی یاد رہے کہ امام زمانہ علیہ السّلام کا ظہور ہر حالت میں ہوکر رہے گا اس میں کوئی بداء واقع نہیں ہو سکتا۔

جس طرح قیامت کا واقع ہونا یقینی ہے اسی طرح ظہور امام مہدی علیہ السلام کا ہونا بھی یقینی ہے۔ البتہ علامتوں میں بداء واقع ہوسکتا ہے۔ اسی لئے ہم کسی بھی علامت کے ظاہر ہوئے بغیر ہی ہر وقت ظہور کی دعا کرتے ہیں اور ہر وقت ظہور کی دعا کرتے رہنا اس بات کی دلیل ہے کہ حضرت کا ظہورکسی بھی وقت ہوسکتا ہے۔

پندرہواں باب

ان روایتوں میں ظہور سے پہلے پیش آنے والی سختیوں اور مصیبتوں کی طرف اشارہ کیا گیا ہے۔

مفضل بن عمر کہتے ہیں ہم لوگ امام صادق علیہ السّلام کی خدمت میں تھے اور حضرت قائم علیہِ السلام کا ذکر ہو رہا تھا۔ میں نے کہا کہ میں امید کرتا ہوں کہ ان کا کام (ظہور) آسانی سے انجام پائیگا۔ پس حضرت علیہ السّلام نے فرمایا :

لَا یَکُوْنُ ذَالِکَ حَتّٰی تَمْسَحُوْا لَعَلَقَ وَالْعَرَقَ

وہ امر (ظہور) واقع نہ ہوگا یہاں تک کہ (شدائد و مشکلات اس حد تک پہونچ جائیں گے کہ) تم جمے ہوئے خون اور پسینہ کو صاف کروگے (اس راہ میں مصیبتیں اتنی زیادہ ہونگیں کہ جس کی وجہ سے انسان کے خون جم جائیں گے اور ہڈیوں سے گوشت نکل آئیگا یعنی حوادث پوری طرح سے گھیر لیں گے)۔ (باب ۱۵، ح ۳)

سولہواں باب

اس باب میں ظہور کے وقت کو معین کرنے سے منع کرنے والی حدیثیں بیان ہوئی۔ محمد بن مسلم کہتے ہیں: امام صادق علیہ السلام نے فرمایا :

اے محمد ! جو بھی ہماری جانب سے ظہور کا وقت بتائے تم اسکو جھٹلانے میں ہرگز خوف نہ کھانا کیونکہ "لا نوقت لاحد وقتا" ہم نے کسی سے (قائم کے ظہور) کے وقت کو معین نہیں کیا ہے۔ (باب ۱۶، ح ۳)

سترہواں باب

نادان اور جاہلوں کے کرتوتوں سے حضرت امام مہدی علیہ السلام کو ظہور کے بعد جو ازذیتیں پہونچیں گی، اُن حدیثوں کا ذکر ہے۔ امام صادق علیہ السّلام نے فرمایا :

جب ہمارا قائم قیام کرے گا تو لوگوں کی جہالت اور نادانی کا سامنا کرنا ہوگا اور یہ اذیت جاہلیت کے دور کے نادانوں سے پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کو پہونچنے والی اذیتوں سے زیادہ سخت ہوگی۔

میں نے عرض کیا یہ کس طرح ممکن ہے؟ آپ نے فرمایا :

یقینا رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ایسے حالات میں لوگوں کے سامنے آئے جب لوگ پتھروں، چٹانوں اور لکڑیوں کے تراشے ہوئے بتوں اور مجسموں کی پرستش کرتے تھے اور ہمارا قائم جب قیام کرے گا اور لوگوں کے سامنے آئے گا تو لوگ پوری کتاب خدا کو ان کے بر خلاف تاویل کریں گے اور آن حضرت علیہ السّلام سے (انہیں مفاہیم) کے ذریعہ بحث کریں گے۔

پھر حضرت امام صادق علیہ السّلام نے فرمایا :

جان لو ! خدا کی قسم ان کا عدل و انصاف ان کے گھروں میں اس طرح چھا جائے گا جیسے گرمی اور سردی نفوذ

کرتی ہے۔ (باب ۱۷, ح ۱)

تذکر

پتھروں، چٹانوں اور لکڑیوں کے بتوں کو مسمار کرنا آسان ہے بہ نسبت فکری و ذہنی و خیالی و وہمی بتوں کے۔ آیات و روایات کی من مانی تفسیر و تاویل و توجیہ کرنے والے ہوشیار رہیں۔ جب امام زمانہ علیہ السّلام ظہور فرمائیں گے تو ایسے لوگ ان حضرت سے جنگ کے لئے کھڑے ہو جائیں گے۔

اٹھارواں باب

پرچم رسول خدا صلی اللہ علیہ و آلہ و سلم کے بارے میں حدیثیں نقل ہوئی ہیں۔ یہ وہ پرچم ہے کہ جسے حضرت امیر المومنین علیہ السلام نے جنگ صفین میں اٹھایا تھا اور فرمایا :

وَ اِنَّ ہٰذِہٖ رَایَۃٌ لَا یَنْشُرُہَا بَعْدِیْ اِلَّا الْقَائِمُ صَلَوَاتُ اللہِ عَلَیْہِ

یہ وہ پرچم ہے کہ میرے بعد اب اسکو سوائے قائم صلوات اللہ علیہ کے کوئی نہ اٹھائے گا۔ (باب ۱۹، ح ۱)

بیسواں باب

اس باب میں امام زمانہ علیہ السّلام کے اصحاب کی صفتوں پر مشتمل حدیثیں بیان ہوئی ہیں۔ المنتظر کے مختلف شماروں میں ان حدیثوں کو پیش کیا گیا ہے۔ قارئین رجوع کر سکتے ہیں۔

اچھائیوں اور نیکیوں میں سبقت لے جانے والے امام مہدی علیہ السلام کے اصحاب میں سے ہوں گے۔ تمام اصحاب امام جوان ہوں گے۔ بوڑھے بھی ہوں گے لیکن ان کی تعداد آنکھوں میں سرمہ کی طرح اور کھانے میں نمک کی طرح ہوگی۔

(باب۲۰، ح ۱۰,۶)

اکیسواں باب

ظہور سے پہلے اور ظہور کے بعد شیعوں کے حالات کیا ہوں گے۔ امام صادق علیہ السّلام فرماتے ہیں :

جب قائم ظہور کرے گا تو جو اپنے آپ کو اس امر کا اہل سمجھے گا (خود کو شیعہ امام زمانہ سمجھے گا) وہ اس امر سے خارج ہو جائیگا۔ اور اس کے برعکس ایسے افراد جو سورج اور چاند کی پوجا کرتے ہوں گے وہ اس امر میں داخل ہو جائیں گے۔ (باب ۲۱, ح ۱)

تذکر

اس روایت سے بالکل صاف ہے کہ خود پر ناز نہ کرے کہ اہل بیت علیہم السلام کا شیعہ ہے اور امام زمانہ علیہ السّلام کا چاہنے والا ہے البتہ اس عظیم نعمت کو جو اسے ملی ہے سنبھال کر رکھے اور ہمیشہ دعائے غریق پڑھتا رہے کہ وقت نزاع ولایت کا دامن ہاتھ سے نہ چھوٹنے پائے۔ اس بات پر تعجب نہ کیا جائے کہ سورج اور چاند کی پوجا کرنے والے کیسے امام کے خیمے میں آجائیں گے۔ تاریخ گواہ ہے کہ لمحہ بھر میں ادھر کا آدمی ادھر ہو جاتا ہے۔ جناب حر علیہِ السلام نے کیسے امام وقت کو پہچان لیا اور سب کچھ بدل گیا۔

بائیسواں باب

اس باب میں وہ حدیثیں نقل ہوئی ہیں جو یہ بتاتی ہیں کہ امام زمانہ علیہ السّلام نئی دعوت دیں گے۔ امام صادق علیہ السّلام فرماتے ہیں :

جب قائم قیام کریگا تو نئی دعوت کا آغاز کرے گا جیسا کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے دعوت دی تھی۔

ابو بصیر کہتے ہیں: میں کھڑا ہو گیا اور حضرت امام صادق علیہ السّلام کے سر کو بوسہ دیا اور عرض کیا: میں گواہی دیتا ہوں کہ آپ دنیا اور آخرت میں میرے امام ہیں۔ آپ کے دوست کو دوست رکھتا ہوں اور آپ کے دشمن کو دشمن رکھتا ہوں اور گواہی دیتا ہوں کہ آپ ولی خدا ہیں ۔ حضرت نےفرمایا : **رحمك الله** خدا تم پر رحمت کرے۔

تئیسواں باب

امام زمانہ علیہ السّلام کی عمر کے بارے میں روایتیں نقل ہوئی ہیں۔ یعنی کمسنی میں آپ منصب امامت پر فائز ہوئے۔

چوبیسواں باب

یہ باب بڑی خاصیت کا حامل ہے۔ اس میں وہ روایتیں نقل ہوئی ہیں جن میں امام صادق علیہ السّلام نے ایسے زوار جو امام صادق علیہ السّلام کے بعد ان کے بڑے بیٹے جناب اسماعیل کو ان کا جانشین سمجھتے تھے اور حضرت امام صادق علیہ السّلام نے انہیں رد کرتے ہوئے صاف صاف فرمایا کہ میرے بعد میرا فرزند موسی امین و امام ہوگا۔ رد اسماعیلہ پر حدیثوں کو جمع کیا گیا ہے۔

پچیسواں باب

اس باب میں وہ حدیثیں ہیں جن میں بیان ہوا ہے کہ جس نے امام کو پہچان لیا اسکو کوئی ضرر و نقصان نہیں پہونچے گا چاہے معرفت حاصل کرنے میں وہ دیر ہی کیوں نہ کرے۔

چھبیسواں باب

یہ آخری باب ہے اور اس میں امام مہدی علیہ السلام کی حکومت کی مدت کو بیان کیا گیا ہے۔ جو امام صادق علیہ السّلام کے فرمان کے مطابق انیس سال اور کچھ ماہ کی مدت ہے۔

خدایا! امام زمانہ علیہ السّلام کے ظہور میں تعجیل فرما اور قلب مبارک حضرت زہراء سلام اللہ علیہا کو سکون میسر فرما۔ آمین۔

عقیدہ امام مہدی علیہ السلام اور علماء اہل سنّت

ہر زمانہ کا ایک مخصوص امام ہے کچھ لوگ امام سے مراد قرآن کریم کو لیتے ہیں تو کچھ لوگ کسی اور کو۔ قرآن کریم کسی ایک زمانے کی کتاب نہیں بلکہ یہ ہر زمانے کیلئے ہے۔

زمانے کے امام کی بحث اور بھی ضروری ہو جاتی ہے جب سورہ بنی اسرائیل کی آیت ۷۱ کا مطالعہ کرتے ہیں کہ **يَوْمَ نَدْعُو كُلَّ أُنَاسٍ بِإِمَامِهِمْ**

جس دن ہم ہر ایک کو اس کے امام کے ساتھ آواز دیں گے (محشور کریں گے)۔

اور اسی کے ذیل میں جب رسول خدا صلی اللہ علیہ و آلہ و سلم کی مشہور و معروف حدیث جسکو مختلف انداز میں شیعہ اور سنی محدثین نے نقل کیا ہے۔

جوشخص اپنے امام وقت کی معرفت کے بغیر اس دنیا سے چلا جائے تو اسکی موت جاہلیت کی موت ہوگی۔

اس اہم عقیدہ کے بارے میں بعض لوگوں کا یہ خیال ہے کہ حضرت امام مہدی علیہ السلام کا عقیدہ صرف شیعوں کا اپنی تسکین قلب کے لئے ایک گڑھا ہوا عقیدہ ہے جو انہوں نے تاریخ میں شکست سے دوچار ہونے کے بعد تیار کیا۔

لوگوں کے طنز نے ہمیں مجبور کیا کہ ہم دیکھیں کہ کیا واقعی عقیدہ مہدی خالص شیعی عقیدہ ہے یا دوسرے فرقوں میں بھی

یہ عقیدہ پایا جاتا ہے۔

جب ہم دوسرے مکاتب فکر کے علماء کی کتابوں کا مطالعہ کرتے ہیں تو واضح ہوتا ہے کہ انکی معتبر کتابیں عقیدہ مہدی سے نہ صرف بھری ہوئی ہیں بلکہ وہ اسے ایک خالص اسلامی عقیدہ قرار دیتی ہیں اور ان میں وارد ہونے والی احادیث کو متواتر تسلیم کرتے ہیں۔

عقیدہ امام مہدی علیہ السلام اور قرآن کریم

لِيُظْهِرَهُ عَلَى الدِّينِ كُلِّهِ وَلَوْ كَرِهَ الْمُشْرِكُونَ

تاکہ اسے دیگر تمام (دینوں پر) غالب کرے گر چہ مشرکین برا ہی کیوں نہ مانیں۔ (سور وتوبہ، آیت ۳۳)

اس آیت کی تفسیر میں جناب سعید بن جبیر فرماتے ہیں کہ اس سے مراد حضرت فاطمہ زہرا علیہا السلام کی نسل سے حضرت امام مہدی علیہ السلام ہیں۔

ان کی یہ تفسیر جناب حافظ گنجی شافعی نے اپنی کتاب البیان في اخبار صاحب الزمان کے باب ۲۵، ص ۱۵۵ اور شبلنجی نے نورالابصار کے ص ۱۸۶ پر نقل کیا ہے۔

اسکے علاوہ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم سے منقول روایتوں کی روشنی میں اور بھی بہت سی آیتوں کی تفسیر حضرت امام مہدی علیہ السلام کے ظہور سے متعلق کی گئی ہے جیسے کہ جناب شیخ سلیمان قندوزی حنفی (وفات ۱۲۹۳ھ) نے اپنی گرانقدر کتاب "ینابیع المودۃ" کا ۷۱ وال باب ان آیتوں پر قائم کیا ہے جو امام مہدی عجل اللہ تعالی فرجہ الشریف اور آپ کے اصحاب کے بارے میں نازل ہوئی ہیں۔ منجملہ اور روایتوں کے ایک روایت سورہ انبیاء کی آیت نمبر ۱۰۵ کے ذیل میں امام محمد باقر علیہ السّلام اور امام جعفر صادق علیہ السّلام سے نقل کرتے ہوئے فرماتے ہیں یہ آیت جس کا ترجمہ ہوتا ہے "اور ہم نے توریت کے بعد زبور میں لکھ دیا ہے کہ زمین کے وارث میرے نیک بندے ہوں گے" یہاں نیک بندوں سے مراد قائم اور ان کے اصحاب ہیں۔

اسی طرح الفصول المہمہ میں ابن صباغ مالکی فصل ۱۲، ص ۳۴۵ میں سورہ زخرف آیت ۶۱ کے ذیل میں فرماتے ہیں کہ

"مہدی علیہِ السلام وہ ہیں جو آخری زمانے میں ہوں گے اور انکے ظہور کے بعد قیامت اور اسکی علامتیں ظاہر ہوں گی یعنی امام مہدی علیہ السلام کا ظہور قیامت کے نزدیک ہوگا۔

اسی طرح کی روایت عبد اللہ بن مسعود نے حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم سے نقل کی ہے جسے ابو سعید خدری اور ابو ہریرہ نے بھی نقل کیا ہے اور انکا اندراج مسند احمد ۱/۷۶ ۳، سنن ترمندی، ج ۶، کتاب ۳۴، باب ۵۲، ح ۲۲۳۱، ص ۵۰۵ اور مجمع الزوائد (ھیثمی، ۷/۳۱۵) میں کیا ہے "قیامت اس وقت تک نہ آئے گی جب تک کہ میرے اہل بیت علیہم السلام میں سے ایک شخص ظاہر نہ ہو جو میرا ہم نام ہوگا۔ یعنی قیامت کا آنا یقینی ہے اور اس حدیث کی روشنی میں جب تک حضرت امام مہدی علیہ السلام کا ظہور نہ ہوگا اس وقت تک قیامت نہ آئے گی۔

اس بنا پر ہم کہہ سکتے ہیں کہ قیامت کی طرح حضرت کا ظہور بھی یقینی اور لازمی ہے۔

سورہ شوری آیت ۱۸ کہ "وہ لوگ جو قیامت میں شک کرتے ہیں وہ کھلی گمراہی میں ہیں'' کے ذیل میں ینابیع المودۃ، باب ۷۱ / ۴۲۵، مطبوعہ استنبول میں مفضل سے روایت نقل کی ہے کہ "جب مفضل نے اس آیت کے معنی امام صادق علیہ السّلام سے دریافت کئے تو امام علیہ السّلام نے فرمایا :

"متشکک لوگ پوچھیں گے کہ آپ (مہدی) کب پیدا ہوئے؟ آپ کو کس نے دیکھا؟ آپ اس وقت کہاں ہیں؟ آپ کب ظاہر ہوں گے؟ تو اے مفضل یہ سب باتیں خداوند عالم کی قضاء وقدر میں شک کی مانند ہیں۔ اور یہ وہ لوگ ہیں جو دنیا اور آخرت میں نقصان اٹھائیں گے۔ اسی طرح کی دوسری روایت سدیر صیرفی سے ملتی ہے " طولانی غیبت کی بنا پرلوگ انکار کرنے لگیں گے اور گمراہی کی بات کرنے لگیں کہ ابھی وہ پیدا ہی نہیں ہوئے، یا کچھ کہیں گے کہ آپ پیدا ہوئے اور مر گئے کچھ کہیں گے گیارہویں امام علیہ السّلام کی کوئی اولاد ہی نہیں تھی.... کچھ کہیں گے کہ حضرت قائم علیہِ السلام کی روح کسی دوسرے جسم میں رکھ دی گئی ہے۔ یہ سب نامناسب، نازیبا اور اختلافی باتیں باطل ہیں۔ یہی روایت عبد اللہ بن مسعود نے حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے نقل کی ہے۔

اسی سے ملتی جلتی ایک روایت لسان المیزان، ابن حجر عسقلانی، ۵/۱۳۰ اور جناب جابر بن عبد اللہ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم سے نقل کرتے ہیں کہ "جس نے حضرت امام مہدی علیہ السلام کے ظہور کا انکار کیا اس نے ان تمام باتوں سے کفر کیا جو محمد پر نازل ہوئی ہیں۔

مندرجہ بالا روایتوں سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ امام جعفر صادق علیہ السّلام نے حضرت امام مہدی علیہ السلام سے متعلق جس طرح کے اختلافات کی پیشگوئی کی تھی وہ حرف بہ حرف صحیح ثابت ہوئی۔

حضرت امام مہدی علیہ السلام کا انکار اس لئے کفر قرار دیا گیا ہے کیونکہ حضرت امام مہدی علیہ السلام کا عقیدہ خالص اسلامی اصول میں سے ایک ہے۔ اور آیات و روایات میں اس کا تذکرہ موجود ہے۔ اب اگر اسکے بعد بھی کوئی شخص عقیدہ امام مہدی علیہ السلام کا انکار کرے تو وہ اسلام سے خارج ہے۔ خداوند عالم ہم سب کو آخری زمانہ کی گمراہی سے محفوظ رکھے۔

آیئے اب ہم دیکھیں کہ یہ احادیث متواتر ہیں یا نہیں یا انکے تواتر کے بارے میں دوسرے فرقوں کی کتابوں میں کیا ذکر ملتا ہے۔

اس سلسلے میں الصواعق المحرقہ، باب ۱۱، کتاب ۱, ص ۲۵۴ میں ابو الحسن آبری سے روایت کی ہے کہ یہ روایتیں متواتر ہیں اور راویوں کی اکثریت نے حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم سے روایتیں نقل کی ہیں۔

"وہ ظاہر ہوں گے اور وہ آپ کے اہل بیت علیھم السلام میں سے ہوں گے اور وہ زمین سے ظلم و نا انصافی کو ختم کرتے ہوئے ایک عادل حکومت کا قیام فرمائیں گے۔ اور ان کے زمانے میں حضرت عیسیٰ ظاہر ہوں گے اور ان کا دور حضرت عیسیٰ علیہ السّلام کی واپسی کا دور ہو گا اور حضرت عیسیٰ علیہ السّلام آپ کے پیچھے نماز پڑھیں گے۔

ابو الحسن آبری اہل سنت کے بزرگ مرتبہ عالم ہیں۔ آپ کا پورا نام محمد بن حسین بن ابراہیم آبری سجستانی (وفات ۳۶۳ ھ) ہے۔ مناقب الشافعی آپ کی مشہور کتاب ہے۔

المقدمہ میں ابن خلدون, ص ۳۶۷ پر لکھتا ہے کہ "تمام اہل اسلام کے نزدیک یہ بات ہر زمانے میں شہرت کی حامل رہی ہے کہ آخری زمانے میں ایک شخص کا ظہور ضروری ہے جو آپ کے اہل بیت علیہم السلام میں سے ہوگا۔ جو دین کیلئے ایک ستون کی مانند ہوگا، عدل و مساوات کو عام کرے گا، مسلمان اس کی پیروی کریں گے وہ تمام اسلامی ممالک پر تسلط پائے گا اور اس کا نام مہدی علیہ السلام ہو گا۔

حنبلی مسلک کے فقیہ جناب شمس الدین محمد سفار یعنی (۱۱۸۸-۱۱۱۴) اپنی نظم **الدرَّة المضیئة فی عقیدة الرقرة المرضیة** " میں حضرت امام مہدی علیہ السلام کے عقیدے اور ان کے ظہور کے متعلق فرماتے ہیں کہ :

"قیامت کی علامت کے بارے میں جو کچھ قرآن و حدیث میں آیا ہے وہ سب حق ہے اس میں کوئی شک و شبہ نہیں".

اسکے بعد اس طرح فرماتے ہیں کہ "حضرت امام مہدی علیہِ السلام کے ظہور کے بارے میں اسقدر روایتیں ہیں جو معنوی تواتر کی حد تک ہیں اور یہ بات علماء اہل سنت و الجماعت کے نزدیک اس قدر مشہور ہے کہ ان کا ایک عقیدہ شمار کیا جاتا ہے۔ اس بنا پر حضرت امام مہدی علیہِ السلام پر ایمان لانا واجب ہے اور یہ بات اہل علم کے نزدیک بالکل مسلم ہے اور یہی صورت حال شیعوں کے نزدیک بھی ہے۔ "

ابھی تک کے مطالعہ سے ہم اس نتیجے پر پہنچے ہیں کہ عقیدہ مہدی ایک خالص اسلامی عقیدہ ہے اور اس کا انکار کرنے والا کافر ہے وہ چاہے جس نیت سے کرے۔ اور روایتیں اور احادیث جو اس عقیدہ کے متعلق نقل ہوئی ہیں وہ سب کی سب تواتر کی حد تک ہیں۔ آیئے اب ہم یہ معلوم کریں کہ امام مہدی علیہ السلام کس نسل سے

ہوں گے اور رسول خدا صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے اہل بیت علیہم السلام سے مراد کون لوگ ہیں؟

عرف الوردی فی اخبار المھدی، ۲/۱۶۶ اور جمع الوامع ۱/۵ میں آبری سے روایت ہے کہ امام محمد باقر نے جناب علی بن الحسین زین العابدین علیہ السّلام سے اور انہوں نے اپنے والد علیہِ السلام سے اور انہوں نے جناب فاطمہ زہرا سلام اللہ علیھا سے یہ روایت نقل فرمائی ہے کہ :

حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے فرمایا: "اے فاطمہ ! میں تمہیں مہدی کی بشارت دیتا ہوں ۔ وہ تمہاری نسل سے ہے۔"

یہ روایت حضرت امام مہدی علیہ السلام کی فضیلت کو بھی واضح کرتی ہے۔ کیونکہ پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے یہ بات جناب فاطمہ علیہا السلام کے لئے باعث فخر قرار دی ہے کہ حضرت امام مہدی علیہ السلام انکی نسل سے ہیں۔

مزید برآں وہ حدیث قدسی جو امام مہدی علیہ السلام کے بارے میں ہے جسے جابر بن عبد اللہ انصاری نے لوح فاطمی پرلکھا ہوا دیکھا اور جسے ایک عالم نے نہایت وضاحت اور صراحت کے ساتھ اس طرح بیان فرمایا ہے :

جناب جابر نے کہا: میں خدا کو گواہ قرار دیتا ہوں کہ میں نے لوح پر یہ تحریر دیکھی ہے :

بسم اللہ الرحمن الرحیم

خداوند عالم حکیم کی جانب سے یہ مکتوب ہے اپنے نور اپنے سفیر اپنے حجاب اور اپنی دلیل محمد کے لئے۔ جبریل امین اس لوح کو خدا کی جانب سے لائے ہیں۔ میں نے کسی نبی کو مبعوث نہیں کیا اور اسکی مدت مکمل نہیں کی اور اس کا وقت پورا نہیں کیا مگر یہ کہ اسکا ایک وصی ضرور قرار دیا۔ میں نے آپ کو تمام انبیاء پر فضیلت دی ہے اور آپ کے وصی کو تمام اوصیاء پر فضیلت دی ہے اور ان (علی کے بعد آپ کے چہیتوں اور نواسوں حسن اور حسین علیہم السلام کے ذریعہ آپ کو بزرگی عطا کی انکی عترت سے محبت و نفرت کی بنیاد پرلوگوں کو ثواب دوں گا اور عذاب میں مبتلا کروں گا۔

ان میں پہلے علی سید العابدین علیہ السّلام جو گزشتہ اولیاء کی زینت ہیں ان کے بعد ان کے فرزند محمد (باقر) ہیں جو میرے علم کو پھیلائیں گے اور میری حکمت کے خزانہ دار ہیں۔ جعفر علیہِ السلام کے بارے میں انکار کرنے والے ہلاک ہوجائیں گے۔ میں جعفر علیہِ السلام کی منزلت کو بلند کروں گا۔ ان کو ان کے شیعوں، انصار اور

انکے دوستوں کے سلسلے میں خوشنود کروں گا۔ ان کے بعد میں نے موسی علیہ السلام کو منتخب کیا ہے۔ اگر ان میں سے کسی ایک کا بھی کسی ایک نے انکار کیا تو اس نے میری نعمت کا انکار کیا۔ اور جو آٹھویں (ولی) کا انکار کرے گا اس نے میرے تمام اوصیاء کا انکار کیا اور یقینا علی علیہ السّلام میرے ولی اور ناصر ہیں مجھ پر لازم ہے کہ ان کے فرزند محمد (تقی) کے ذریعہ ان کے آنکھوں کو ٹھنڈک فراہم کروں جو ان کے بعد ان کے جانشین ہیں۔ وہ میرے علم کے وارث اور میری حکمت کے خزانہ دار ہیں۔

ان کے بعد ان کے فرزند علی (نقی) ہیں جو میرے ولی و ناصر ہیں ان پر سعادت کا خاتمہ کروں گا۔ ان کے صلب سے اپنے راستہ کی طرف دعوت دینے والا اور اپنے علم کے خزانہ دار حسن علیہ السّلام کو ظاہر کروں گا۔ پھر اس سلسلے کو ان کے فرزند م ح م د جو عالمین کیلئے رحمت ہیں، کے ذریعہ کام کروں گا۔ یہی حضرات حقیقتاً میرے سچے اوصیاء ہیں۔ ان کے ذریعہ میں گھٹاٹوپ فتنوں کو دور کروں گا۔ میں ان کے ذریعہ لغزشوں کی اصلاح کروں گا۔ ان کے ذریعہ لوگوں کو قید و بند سے رہائی عطا کروں گا۔ انہیں لوگوں پر ان کے دین کی جانب سے مسلسل درود و رحمت ہے۔ حقیقتاً یہی لوگ ہدایت یافتہ ہیں اور انسانیت کی راہنمائی کا مینارۂ نور ہیں۔ (فرائد السمطین شیخ الاسلام حموی شافعی، باب ۲/ ۷ ۱۳ - ۱۳۹)

یہ حدیث گرانقدر احادیث میں شامل ہے اسمیں بے شمار فوائد و نکات ہیں اس حدیث میں حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ و آلہ و سلم کے بارہ جانشینوں کا باقاعدہ تعارف، ان کے نام و خصوصیات کے ساتھ کرایا گیا ہے۔ یہ وہی بارہ خلفاء ہیں جن کا تذکرہ جابر رحمۃاللہ علیہ کی بیان کردہ روایت میں موجود ہے جو بہت مصدقہ ہے۔ اس حدیث کا تذکرہ صحاح ستہ میں کیا گیا ہے۔

بارگاہ ایزدی میں شب وروز مشغول دعا ہیں کہ وہ ہمارے محبوب امام کے ظہور میں تعجیل فرمائے۔ آمین یا رب العالمین۔

شیخ مرتضٰی انصاری رحمت اللہ علیہ اور امام زمانہ علیہ السّلام

اس طینت فاضلہ کا کیا کہنا کہ جس نے خود کو نہ صرف یہ کہ مصدر نور سے قریب کیا بلکہ اپنے مکمل وجود کو اس کے سایہ میں پروان چڑھایا۔ یہ نور کوئی عام تو نہیں بلکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کا مقدس نور ہے کہ جس کے گرد یہ پروانہ طواف کرتا رہا یہاں تک کہ یہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ و آلہ و سلم کے سلام کا حامل بنا جسے آپ کے پانچویں جانشین تک پہونچایا۔

جی ہاں! میری مراد آخضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے عظیم و گراں قدر صحابی جناب جابر بن عبد اللہ انصاری سے ہے۔ جنہوں نے اپنی مکمل وجود کو خاندان عصمت و طہارت کی خدمت کے لئے وقف کر دیا تھا۔

یہ دنیا کا دستور ہے کہ جب کسی کو کوئی نمایاں فتح و کامیابی حاصل ہوتی ہے تو لوگ اس کے بزرگوں کو یاد کیا کرتے ہیں کہ یہ فلاں کا بیٹا ہے فلاں کا پوتا ہے۔ اسی روش کے تحت یہ ضروری سمجھا کہ جب علامہ شیخ مرتضی انصاری کا تذکرہ ہوتو کیوں نہ اس کی تمہید ان کے جد جناب جابر بن عبد اللہ انصاری رحمت اللہ علیہ سے ہو۔

در حقیقت یہ اُن کے خون کی پاکیزگی ہی تھی کہ ان کی نسل سے ایسا فرزند پیدا ہوا کہ جس نے شیعیت کو تقویت دی۔ اور مجتہدین کے سلسلہ میں ایک نمایاں مقام حاصل کیا کہ آج آپ کو خاتم المجتہدین کے نام سے یاد کیا جاتا ہے۔ واقعا ایسا لگتا ہے کہ خاندان عصمت کی خدمت و نصرت کرنا شیخ مرتضی کو اپنے اجداد سے ورثہ میں ملا ہے۔ جب ہم آپ کی زندگی کا مطالعہ کرتے ہیں تو پتہ چلتا ہے کہ آپ کی پوری زندگی دینی خدمات اور امام وقت کی نصرت سے مالامال ہے۔

ہم یہاں شیخ مرتضی کی بلند پایہ شخصیت کا تعارف کراتے ہوئے کچھ بنیادی حقائق پر روشنی ڈالیں گے۔

ولادت

یہ آپ کی فضیلت ہے کہ آپ کی ولادت اسلام کی عظیم عید عید غدیر کے روز ۱۲۱۴ ھ میں دزفول شہر میں واقع ہوئی۔ آپ کے والد علامہ شیخ محمد امین تھے جن کا شمار بزرگ علماء میں کیا جاتا ہے۔ آپ کی والدہ ایک بلند مرتبہ عالم کی دختر تھیں۔ اپنے زمانہ کی پرہیزگار اہل علم و مخلص عورت تھی۔

خصوصیت و شخصیت

شیخ انصاری رحمت اللہ علیہ کی علمی نشونما کے متعلق مذکور ہے کہ آپ نے ۵ سال کے سن میں قرآن سیکھا اور پھر دیگر علوم جیسے ادبیات صرف و نحو، معانی و بیان، منطق و کلام اور علوم عقلی حاصل کرنے میں مشغول ہوئے۔ یہاں تک کہ آپ نے ان علوم میں مہارت حاصل کر لی۔ ان مراحل کو طے کرنے کے بعد آپ نے فقہ و اصول پر ایک خاص توجہ اور محنت کی کہ ۱۶ سال کے سن میں درجہ اجتہاد پرفائز ہوئے۔ آپ کا میدان علم و عمل میں ایک اہم کردار رہا جس کا اثر آج بھی علماء کے در میان آشکار ہے۔

شیخ انصاری رحمت اللہ علیہ کی علمی شخصیت ایک عظیم مقام کی حامل ہے۔ آپ کے متعلق تاریخ میں کثیر واقعات ملتے ہیں جن سے آپ کی نمایاں شخصیت کا اندازہ ہوتا ہے۔ یہاں ہم اختصار سے کام لیتے ہوئے مختصر بیان کر رہے ہیں :

آپ کے استاد مرحوم شخ علی جو شیخ جعفر کاشف الغطا کے فرزند تھے آپ کے متعلق فرماتے ہیں :

كُلُّ شَیْءٍ سَمَاعُہٗ اَعْظَمُ مِنْ عَیَانِہٖ اِلَّا شَیْخُکُمْ شَیْخُ مُرْتَضٰی فَاِنَّ عَیَانَہٗ اَعْظَمُ مِنْ سَمَاعِہٖ۔

ہر شے کا سنا جاتا اس کے دیکھے جانے سے عظیم تر ہوتا ہے سوائے تمہارے شیخ، شیخ مرتضی کے کیونکہ یقیناً ان کا دیکھنا ان کے متعلق سنے جانے سے عظیم تر ہے۔ (فقہای نامدار شیعہ، ص ۳۲۹، شخصیت شیخ انصاری ص ۴)

مرحوم حاج میرزا حبیب اللہ رشتی جو کہ شیخ مرتضی رحمۃاللہ علیہ کے سو (۱۰۰) عالم و مجتہد شاگردوں کے درمیان ممتاز شاگرد تھے، جب شیخ درس تمام کرتے تب میرزا رشتی درس کی دوسروں کے لئے وضاحت کیا کرتے تھے۔ آپ اپنے استاد شیخ کے متعلق فرماتے ہیں :

ہُوَ تَالِی الْعِصْمَۃِ عِلْمًا وَ عَمَلًا آپ (شیخ مرتضی) مقام علم وعمل میں مقام عصمت سے قریب ہیں۔ (بدایع الافکار، ص ۴۵۷)

آپ سے ظاہر ہونے والے ایسے بہت سے کرامات ہیں جو کتابوں میں مذکور ہیں۔

امام زمانہ علیہ السّلام سے رابطہ

جیسا کہ ہم نے بیان کیا کہ شیخ مرتضی نے اپنی تمام زندگی اپنے مولا و آقا حضرت حجت ارواحنا الفداء کی خدمت میں صرف کی اس حد تک کہ اپنی شخصیت کو منزل کمال تک پہنچایا ایسا کمال کہ جو تمام روحانی و جسمانی صفتوں سے مالا مال تھا۔ آپ نے دور غیبت کی اہم ذمہ داریوں کو ادا کیا اور امام علیہِ السلام کی خوشنودی حاصل کی۔ یہ آپ کے نفس کی پاکیزگی، خالص عمل اور دینی خدمات کا جذبہ اور ائمہ علیہم السلام کی خالص محبت ہی تھی کہ آپ کو تشرف امام عصر علیہ السلام کا عظیم مرتبہ حاصل ہوا۔ مرحوم شیخ محمود عراقی جو آپ کے شاگرد تھے، شیخ کو اُن بزرگ لوگوں کی فہرست میں شمار کرتے ہیں جو امام زمانہ علیہِ السلام کی خدمت میں حاضر ہوئے ہیں اور شیخ انصاری کا ذکر اس طرح کرتے ہیں :

ان میں سے **ساتویں شیخنا الاعظم و استادنا الأفخم و سنادنا الأکرم** الشیخ مرتضی التستری الانصاری قدّس سرّہ ہیں۔

شیخ مرتضی کے اپنے بہت سے واقعات و کرامات وارد ہوئے ہیں جو امام زمانہ علیہ السّلام سے شرف ملاقات کا تذکرہ کرتے ہیں۔ یہاں ہم صرف دو واقعات کا تذکرہ کر رہے ہیں۔

(۱)

آقا میر سید نہ بہبہانی شیخ کے ایک شاگرد کے ذریعہ سے نقل کرتے ہیں کہ کربلا معلی میں آدھی رات گزر گئی تو حمام کے واسطے باہر نکلا۔ چونکہ باہر بہت اندھیرا تھا لہذا چراغ میرے ہاتھ میں تھا، میں نے کچھ فاصلہ پر ایک شخص کو دیکھا۔ جیسے ہی کچھ قریب ہوا پتہ چلا ک شیخ انصاری ہیں۔

آپ کو دیکھ کر میری پریشانی بڑھ گئی کہ اس رات میں ضعیف چشم سے اس تاریکی میں آخر آپ کہاں جا رہے ہیں۔ آہستہ آہستہ میں نے آپ کا پیچھا کرنا شروع کیا۔ آپ چلتے چلتے ایک مکان کے کنارے کھڑے ہو گئے اور اس کے دروازہ پر زیارت جامعہ کو ایک خاص توجہ سے پڑھی اور پھر اندر داخل ہوئے۔ میں نے اور سب چیزیں تو نہ دیکھیں ہاں شیخ کی آواز سنی جیسے کسی سے گفتگو کر رہے ہیں۔ پس میں حمام گیا اور حرم مطہر کی زیارت سے مشرف ہوا۔ اس مسافرت کے بعد نجف اشرف میں جب شیخ کی خدمت میں پہنچا تو اس شب کے متعلق دریافت کیا۔ ابتداء میں آپ نے انکار کیا لیکن جب میں نے زیادہ اصرار کیا تو فرمایا :

جب امام عصر علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہونے کی اجازت طلب کر لی اور اس منزل کے کنارے (جو تُجھے پتہ نہ چلا) گیا اور زیارت جامعہ پڑھی ۔ دوسری مرتبہ اجازت ملی اور حضرت کی خدمت میں شرفیاب ہوا اور اہم مسائل کے حل

دریافت کئے اور آپ نے اس سے متعلق جوابات عنایت فرمائے۔ اس کے بعد شیخ نے مجھ سے عہد لیا کہ جب تک میں زندہ ہوں اس واقعہ کو مخفی رکھنا اور کسی سے بیان نہ کرتا۔

(زندگانی شخصیت شیخ انصاری ص ۱۰۶ عنایت حضرت مہدی موعود بہ علما و مراجع تقلید، ص ۸۷)

(۲)

شیخ مرتضی رحمۃاللہ علیہ کی زندگی کے حالات میں ایک دلچسپ واقعہ ملتا ہے۔ جب آیت اللہ اعظمی حاج شیخ محمد حسن صاحب جواہر رحمۃ اللہ علیہ کی وفات کے بعد لوگوں نے شیخ مرتضی کو مرجع تقلید معین کر لیا۔ اور آپ سے رسالہ عملیہ، توضیح المسائل طلب کی، شیخ انصاری رحمت اللہ علیہ نے فرمایا کہ سید العلماء مازندرانی کی موجودگی میں میرے پاس توضیح المسائل نہیں ہے۔ وہ مجھ سے اعلم ہیں اور وہ بابل میں قیام پزیر ہیں، میں مرجعیت قبول نہیں کرونگا۔

شیخ انصاری رحمت اللہ علیہ نے سید العلماء کو جو بابل میں مقیم تھے ایک خط تحریر فرمایا۔ اس میں التجا کی کہ آپ نجف اشرف تشریف لائیں اور حوزہ علمیہ شیعہ کی زعامت و قیادت قبول کریں۔ سید العلماء نے شیخ انصاری رحمت اللہ علیہ کے خط کا جواب دیا : یہ درست ہے کہ جب میں نجف اشرف میں تھا آپ کے ساتھ مباحثہ کرتا تھا تو فقہ میں، میں آپ سے زیادہ قوی تھا لیکن اب کافی مدت سے میں بابل میں قیام پذیر ہوں۔ درس و تدریس کا سلسلہ نہیں ہے۔ بحث و مباحث چھوڑ چکا ہوں۔ اس بنا پر آپ کو اب اپنی ذات سے اعلم جانتا ہوں اس لئے مرجعیت آپ خود قبول فرمائیں۔

شیخ انصاری رحمت اللہ علیہ نے اس کے باوجود فرمایا کہ میں اپنے آپ کو اس مقام و منصب کے قابل نہیں سمجھتا۔

اگر میرے مولا و آقا حضرت امام ولی عصر علیہ السلام مجھے اجازہ اجتہاد عنایت فرمائیں اور مجھے اس مقام و منصب کیلئے معین کریں تو میں قبول کرونگا۔

حسب معمول شیخ انصاری رحمت اللہ علیہ ایک روز اپنے شاگردوں کے سامنے بیٹھے درس دے رہے تھے کہ ایک ایسی شخصیت جس کے چہرے پر سے عظمت و جلالت کے آثار ظاہر ہو رہے تھے ظاہر ہوئی۔ آپ نے شیخ مرتضی رحمۃاللہ علیہ سے مخاطب ہوکر سوال کیا: ایک عورت جس کا شوہر مسخ ہو گیا ہو اس کے بارے میں آپ کی کیا رائے ہے۔ (یہ مسئلہ کسی کتاب میں بھی تحریر نہیں کیا گیا اس لئے کہ اس امت میں مسخ کا وجود نہیں ہے)

اس بنا پر انصاری نے کہا :

چونکہ فقہ کی کتابوں میں یہ مسئلہ بیان ہی نہیں کیا گیا لہذا میں جواب دینے کی طاقت نہیں رکھتا۔ اس شخص نے پوچھا :

اب آپ فرض کریں کہ اس امت میں ایک ایسا واقعہ رونما ہوا ہے ایک عورت کا شوہر مسخ ہو گیا ہے۔ وہ عورت کیا کرے۔

شیخ انصاری نے کہا :

میری رائے (فتویٰ) یہ ہے کہ اگر مرد حیوانات کی شکل پر مسخ ہوا ہے تو اس کی عورت کو چاہئے کہ عدۃ طلاق گذارے۔ اور اس مدت کے بعد نکاح کر سکتی ہے چونکہ اس کا شوہر زندہ ہے اور روح بھی رکھتا ہے۔ لیکن اگر اس کا شوہر جمادات کی صورت میں مسخ ہوا ہے تو اس کی عورت عدۃ وفات گذارے اس لئے کہ اس کا

شوہر مردہ کی صورت اختیار کرگیا ہے۔ اس مدت کے بعد عقد کرسکتی ہے۔

اس شخص نے تین مرتبہ فرمایا: **اَنْتَ الْمُجْتَہِدُ اَنْتَ الْمُجْتَہِدُ اَنْتَ الْمُجْتَہِدُ** آپ مجتہد ہیں، آپ مجتہد ہیں، آپ مجتہد ہیں۔

اس کے بعد آپ درس کی مجلس سے اٹھے اور باہر چلے گئے۔ شیخ انصاری رحمت اللہ علیہ جانتے تھے کہ وہ حضرت ولی عصر تھے اور انہوں نے اجازہ اجتہاد عنایت فرمایا ہے اس لئے فورا اپنے شاگردوں کو آپ کی تلاش میں بھیجا۔ شاگرد اسی وقت اٹھے اور ادھر ادھر دوڑتے رہے مگر کسی نے امام علیہ السّلام کو نہ پایا۔ اس کے بعد سے شخ انصاری اس بات پر آمادہ ہوئے کہ لوگوں کو توضیح المسائل پیش کریں تا کہ لوگ ان کی تقلید کریں۔ (نقل از کتاب گنجینہ دانشمندان، ج ۸)

ان واقعات سے یہ بات واضح ہوتی ہے کہ اس دور غیبت میں امام علیہ السّلام کی مراجع تقلید پر ایک خاص عنایت رہتی ہے، آپ ان کی پشت پناہی کرتے ہیں ۔

تالیفات

آپ کی تالیفات میں ایسی کثیر کتابیں ہیں جو حوزہ علمیہ میں تدریس کی بنیاد ہیں۔ آپ کے فقہی اور اصولی آثار طلبہ کے لئے راہ ہدایت ہیں۔ یہاں ہم اختصار کی بنا پر کچھ کا تذکرہ کرتے ہیں :

۱ - الاجتہاد و التقلید

۲ - اصول الفقہ

۳ - تقليد الميت و الأعلم
۴ - التقيه
۵ - الحاشية على قوانين الاصول
۶ - الخمس
۷ - مناسك حج
۸ - صلاة الجماعة
۹ - الغصب
۱۰ - الفوائد الأصولية
۱۱ - المتعه
۱۲ - المكاسب
۱۳ - النكاح
۱۴ - الوصية و احكامها
۱۵ - فرائد الاصول (رسائل)

وفات شیخ

بالآخر یہ شہاب ثاقب کہ جس نے آسمان فقاہت کو منور کیا جب ۶۸ سال گذرے تو حق تعالی کی آواز پر لبیک کہتا ہوا شب شنبہ اٹھارہ جمادی الثانی، ۱۲۸۱ھ کو اس دار فانی سے دار بقا کی جانب کوچ کر گیا۔

إنا لله وإنا إليه راجعون

یہ حدیث آپ کے تعلق ثابت آتی ہے کہ

اِذضا مَاتَالْعَالِمْ ثَلْمَ فِیْ الْاِسْلَامِ ثُلْمَۃً لَا یَسُدُّہَا شَیْءٌ اِلیٰ یَوْمِ الْقِیَامَۃِ

جب کسی عالم کی موت ہوتی ہے تو اسلام میں ایک خلا پیدا ہو جاتا ہے ایسا خلا کہ روز قیامت تک کوئی شئے اسے پُر نہیں کرسکتی۔

آپ کے جسم مقدس کو آپ کے دوستوں اور شاگردوں نے مولائے متقیان حضرت امیر المومنین علیہ السلام کے صحن مقدس میں سپرد خاک کیا۔

شیخ انصاری رحمت اللہ علیہ کی وفات پر آپ کے برادر شیخ منصور نے آپ کی ولادت و وفات کی تاریخ پر یہ شعر پڑھا :

زغیب آمده تاریخ حیات و ممات

"غدیر" عام تولد "فراغ" عام وفات

آخر میں ہم پروردگار عالم کی بارگاہ میں دست بہ دعا ہیں کہ ہمیں سیرت اہل بیت علیہم السلام پر عمل پیرا ہونے کی توفیق عنایت فرمائے، امام زمانہ علیہ السّلام کے ظہور میں تعجیل فرمائے اور ہمیں ان کے اعوان و انصار میں شمار فرمائے ۔

فضائل و اوصاف اصحاب امام مہدی علیہ السلام

یہ حقیقت ہے کہ خدا کی زمین اس کے مخلص بندوں سے کبھی خالی نہیں رہی۔ تاریخ انسانیت اس بات کی شاہد ہے کہ اللہ کے نیکوکار بندوں نے صرف اس کی عبادت کی اور کسی کی پرواہ نہ کی۔ ان لوگوں کا سماج کے طاقتور اور سرمایہ دار طبقے نے مذاق اڑایا۔ ان کی اہانت کی، ان سے ترک تعلق تک کر ڈالا مگر یہ اپنی نیکی اور عبادت سے کبھی بھی منحرف نہ ہوئے۔ تاریخ بھی بتاتی ہے کہ کئی قوموں نے تو اپنے اپنے انبیاء کو قتل تک کر ڈالا۔ وہی انبیاء جو انہیں دائمی پریشانیوں اور مصیبت سے بچانے آئے تھے اپنی اپنی قوم کے ظلم و ستم کا شکار ہوئے۔ مختصر یہ کہ اس روئے زمین پر ہمیشہ شر پسند عناصر کی حکومت رہی اور نیکوکار افراد ان کے ظلم کا شکار بنتے رہے اور مصائب برداشت کرتے رہے۔ کچھ ایسے بھی تھے جنہوں نے ان باطل حکومتوں کے خلاف آواز اٹھائی مگر آخرکار ان کی آوازوں کو بھی دبا دیا گیا اور ان کے وجود کو دنیا سے ختم کر دیا گیا۔ قرآن ایسے لوگوں کے بارے میں اعلان کر رہا ہے۔

إِنَّ الَّذِينَ يَكْفُرُونَ بِآيَاتِ اللَّهِ وَيَقْتُلُونَ النَّبِيِّينَ بِغَيْرِ حَقٍّ وَيَقْتُلُونَ الَّذِينَ يَأْمُرُونَ بِالْقِسْطِ مِنَ النَّاسِ فَبَشِّرْهُم بِعَذَابٍ أَلِيمٍ (سورہ آل عمران:۲۱)

"جو لوگ آیات الہیہ کا انکار کرتے ہیں اور ناحق انبیاء قتل کرتے ہیں اور ان لوگوں کو قتل کرتے ہیں جو عدل و انصاف کا حکم دینے والے ہیں، انہیں دردناک عذاب کی خبر سنا دیجیے ۔ "

یہ مظلوم قومیں جب مظالم کا بوجھ اٹھاتے اٹھاتے تھک جاتی تھیں اور اپنے وقت کے نبی سے فریاد کرتیں تو ان کے نبی انھیں صبر کی تلقین کرتے اور خوش خبری دیتے کہ ایک روز اس زمین کی حکومت نیک لوگوں کے ہاتھوں میں ہوگی۔

جیسا کہ سورہ اعراف کی آیت ۱۲۸ میں حضرت موسٰی علیہ السّلام کی داستان میں ملتا ہے۔

قَالَ مُوسَىٰ لِقَوْمِهِ اسْتَعِينُوا بِاللَّهِ وَاصْبِرُوا ۖ إِنَّ الْأَرْضَ لِلَّهِ يُورِثُهَا مَن يَشَاءُ مِنْ عِبَادِهِ ۖ وَالْعَاقِبَةُ لِلْمُتَّقِينَ

"موسٰی علیہ السّلام نے اپنی قوم سے کہا: اللہ سے مدد چاہو اور صبر کرو یقینا یہ زمین اللہ کی ہے وہ اپنے بندوں میں جس کو چاہتا ہے وارث بناتا ہے اور عاقبت صرف متقین کے لئے ہے۔ "

یہ کون لوگ ہیں جنہیں اللہ نے زمین کا وارث و مالک بنایا ہے؟ قرآن نے ان لوگوں کی مدح سرائی مختلف مقامات پر کی ہے۔ تفاسیر کا جائزہ لینے سے یہ بات واضح ہو جاتی ہے کہ لوگ اصحاب امام مہدی علیہ السلام ہیں جن کے بارے میں

حضرت امیر المومنین علیہ السلام فرماتے ہیں :

...رِجَالٌ عَرَفُوْا اللهَ حَقَّ مَعْرِفَتِہٖ وَ ہُمْ اَنْصَارُ الْمَہْدِیِّ آخِرُ الزَّمَانِ۔ (کنزل العمال، ص ۳۴، ح ۴)

امام مہدی علیہ السلام آخرالزمان کے انصار وہ مرد ہوں گے جو اللہ کی معرفت اس طرح رکھتے ہوں گے جسے معرفت رکھنے کا حق ہے۔

انہیں اصحاب کے بارے میں قرآن بتا رہا ہے:

قَالَ لَوْ أَنَّ لِي بِكُمْ قُوَّةً أَوْ آوِي إِلَىٰ رُكْنٍ شَدِيدٍ (سورہ ہود، آیت ۸۰)

اس آیت کی تفسیر میں امام جعفر صادق علیہ السلام فرماتے ہیں کی قوت سے مراد(امام) قائم علیہِ السلام ہیں۔ اور رکن شدید سے اصحاب قائم علیہِ السلام کی قوت مراد ہے۔

اَلرَّجُلُ مِنْہُمْ لِیُعْطیٰ قُوَّۃَ اَرْبَعِیْنَ رَجُلًا وَ اَنَّ قَلْبَہٗ لَاَشَدُّ مِنْ زُبُرِ الْحَدِیْدِ وَلَوْ مَرُّوْا بِجِبَالِ الْحَدِیْدِ لَقَلَعُوْہَا وَلَا یَکُفُّوْنَ سُیُوْفَہُمْ حَتّٰی یَرْضَی اللهُ عَزَّ وَ جَلَّ۔

اُن میں ہر ایک مرد کے پاس چالیس لوگوں کی طاقت دی گئی ہے اور ان کے دل لوہے سے زیادہ سخت ہیں۔ اور اپنی تلواریں اُس وقت تک نیام میں نہیں رکھیں گے جب تک کہ خدا ان سے راضی نہ ہو جائے۔ (کمال الدین, ج ۲, ص ۶۷۳، ح ۲۶، ب ۵۸)

یہ وہ منتخب افراد ہوں گے جنہیں رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے اپنا بھائی قرار دیا ہے اور اپنے اصحاب با وفا سے افضل قرار دیا ہے۔ چنانچہ آپ دعا گو ہیں۔

اَللّٰہُمَّ لَقِّنِیْ اِخْوَانِیْ

یا اللہ مجھے میرے بھائیوں سے ملا دے۔

آپ کے اصحاب نے دریافت کیا یا رسول اللہ کیا ہم آپ کے بھائی نہیں ہیں؟ آپ نے جواب دیا نہیں تم میرے اصحاب ہو، میرے بھائی ایک قوم ہے جو آخر الزمان میں بھی مجھ پر ایمان رکھتی ہوگی حالانکہ انہوں نے مجھے نہ دیکھا ہوگا... پھر آپ نے ان کی فضیلت بیان فرمائی۔ (بحار الانوار، ج ۵۲، ص ۱۲۵)

راوی کہتا ہے کہ ہم امام صادق علیہ السّلام کے ہمراہ تھے کہ اصحاب امام مہدی علیہ السلام کا ذکر ہوا آپ نے فرمایا :

ثَلَاثُ مِائِۃٌ وَ ثَلَاثَۃُ عَشَرُ وَ کُلُّ وَاحِدٍ یُریٰ نَفْسُہٗ فِی ثَلَاثَ مِائَۃٍ۔ (منتخب الاثر، ص ۴۸۵)

تین سو تیرہ افراد ہیں اور ہر ایک اپنے اندر تین سو افراد کی قوت پائے گا۔

مزید تفسیر میں ملتا ہے **اَلَّذِیْنَ یُؤْمِنُوْنَ بِالْغَیْبِ.....**سے رابط دیتے ہوئے ایک حدیث جو طویل ہے رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے ارشاد فرمائی ہے، آخر میں ایک یہودی بنام جندب کے سوال پر جواب دیتے ہوئے فرمایا :

طُوْبیٰ لِلصَّابِرِیْنَ فِیْ غَیْبَتِہٖ، طُوْبیٰ لِلْمُتَّقِیْنَ عَلٰی مَحَبَّتِہِمْ، اُوْلٰئِکَ وَصَفَہُمُ اللہُ فِیْ کِتَابِہٖ وَ قَالَ وَالَّذِیْنَ یُؤْمِنُوْنَ بِالْغَیْبِ، وَ قَالَ 'اُوْلٰئِکَ حِزْبُ اللہِ اَلَآ اِنَّ حِزْبَ اللہِ ہُمُ الْمُفْلِحُوْنَ۔

(الغیہ، کفایۃ الاثر، ص ۵۶، البرہان، ج ۳, ص ۱۴۶، ینابیع المودہ، ص ۴۴۲)

کامیاب ہیں ان کی غیبت میں صبر کرنے والے، کامیاب ہیں ان کے ہمراہ متقی افراد، سہی وہ ہیں جن کی توصیف اللہ نے اپنی کتاب میں اس طرح فرمائی ہے "جو لوگ غیب پر ایمان رکھتے ہیں" اور یہ کہ یہی لوگ اللہ کا گروہ ہیں جان لو اللہ کا گروہ ہی کامیاب ہے

(۲) اولیاء اللہ: دوستان خدا

سورہ یونس کی آیت ۴۲ کی تفسیر میں امام صادق علیہ السّلام اپنے ایک صحابی سے فرماتے ہیں

یَا اَبَا بَصِیْر طُوْبٰی لِشِیْعَۃٍ قَائِمِنَا الْمُنْتَظِرِیْنَ لِظُہُوْرِہٖ فِیْ غَیْبَتِہٖ وَالْمُطِیْعِیْنَ لَہٗ فِیْ ظُہُوْرِہٖ اَوْلٰئِکَ اَوْلِیَاءُ اللہِ الَّذِیْنَ لَا خَوْفٌ عَلَیْہِمْ وَلَا ہُمْ یَحْزَنُوْنَ۔

(نورالثقلین، ج ۱, ص ۷۸۱، ینابیع المودۃ ص ۴۲۲، اثبات الہداۃ, ج ۳, ص ۴۷۵ ، البرہان، ج ۱, ص ۵۶۴، الصافی، ج ۲, ص ۱۷۳)

اے ابو بصیر ! خوش خبری ہے ہمارے قائم کے شیعوں کے لئے جو ان کی غیبت میں ان کے ظہور کے منتظر ہوں اور ان کے ظہور کے بعد ان کے اطاعت گذار ہوں گے۔ یہی وہ لوگ ہیں جو اللہ کے دوست ہیں جنہیں کوئی خوف یا حزن نہیں ہوگا۔

اصحاب امام مہدی عجل اللہ تعالی فرجہ الشریف کے بارے میں امام جعفر صادق علیہ السّلام فرماتے ہیں :

يُصْبِحُ اَحَدُكُمْ وَ تَحْتَ رَأسِهِ صَحِيْفَةٌ عَلِيْمًا مَكْتُوْبٌ: طَاعَةٌ مَعْرُوْفَةٌ

(اثبات الہداۃ، ج ۳، ص ۵۸۲/ نور الثقلین، ج ۳ ص ۶۱۶ منتخب الاثر، ص ۴۴۰، کمال الدین، ج ۲، ص ۶۵۴)

جب تم میں سے کوئی ایک صبح اٹھے گا تو اس کے سر کے نیچے ایک صحیفہ ہو گا جس پر لکھا ہوگا طاعة معروفة (مشہور اطاعت والا) یعنی ان کی اطاعت گذاری ایک مشہور بات ہوگی۔ اس کا ذکر قرآن میں سورہ نور آیت ۵۳ میں اس طرح آیا ہے۔

وَأَقْسَمُوا بِاللَّهِ جَهْدَ أَيْمَانِهِمْ لَئِنْ أَمَرْتَهُمْ لَيَخْرُجُنَّ ۖ قُل لَّا تُقْسِمُوا ۖ طَاعَةٌ مَّعْرُوفَةٌ ۚ إِنَّ اللَّهَ خَبِيرٌ بِمَا تَعْمَلُونَ

اس کے علاوہ ان کی اطاعت کا ذکر سورۃ مریم کی آیت ۷۶-۷۵ میں اور سورہ جن کی آیت ۲۴ میں بھی ملتا ہے۔ ان آیتوں کے ذیل میں امام جعفر صادق علیہ السّلام سے یہ حدیث نقل ہوئی ہے

وَ اَمَّا قَوْلُہٗ: حَتّٰی اِذَا رَ اَوْ ا مَا يُوْعَدُوْنَ' فَهُوَ خُرُوْجُ الْقَائِمِ ..... قُلْتُ: قَوْلُہٗ: وَ يَزِيْدُ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اہْتَدَوْا ہُدًی، قَالَ: يَزِيْدُہُمْ، ذَالِکَ الْيَوْمَ ہُدًی عَلٰی ہُدًی بِاِثْبَاتِہِمُ الْقَائِمَ حَيْثُ لَا يَجْحَدُوْنَہٗ وَلَا يُنْكِرُوْنَہٗ۔

(الکافی، ج ۱, ص ۴۳، الصافی، ج ۳، ص ۲۹۱، البرہان، ج ۱۳، ص ۲۰,نور الثقلین، ج ۳، ص ۳۵۵، اثبات الہداۃ ، ج ۳, ص ۴۴۷)

اور جہاں تک اللہ کے اس قول کی بات ہے کہ یہاں تک کہ وہ دیکھیں گے اس چیز کو جس کا ان سے وعدہ کیا گیا تھا تو وہ چیز قائم علیہِ السلام کا ظہور ہوگا ... پھر راوی نے سوال کیا: اور اس قول خدا سے کیا مراد ہے کہ "اللہ ان ہدایت یافتہ لوگوں کی ہدایت میں اضافہ فرمائے گا۔" آپ نے جواب دیا: اس دن اللہ ان کی ہدایت کو بڑھا دے گا اس لئے کہ وہ قائم علیہِ السلام کی اتباع کریں گے نہ اس کا انکار کریں گے نہ ان سے کسی پر بحث کریں گے۔

(۳) محبوب خدا:

قرآن کریم میں ان اصحاب کی تعریف میں یہ جملے بھی ملتے ہیں :

فَسَوْفَ يَأْتِي اللَّهُ بِقَوْمٍ يُحِبُّهُمْ وَيُحِبُّونَهُ أَذِلَّةٍ عَلَى الْمُؤْمِنِينَ أَعِزَّةٍ عَلَى الْكَافِرِينَ (سورہ مائدہ : ۵۴)

پس بہت جلد اللہ ایک قوم کو ظاہر کرے گا جو اُسے محبوب ہوگی اور وہ اللہ کو محبوب رکھتے ہوں گے مومنین کے سامنے خاکسار ہوں گے اور کافروں پر سخت ہوں گے۔

اس آیت کی تفسیر میں امام صادق علیہ السّلام سے روایت ملتی ہے کہ :

اِنَّ صَاحِبَ ہٰذَا الْاَمْرِ مَحْظُوْظٌ لَہٗ اَصْحَابُہٗ، لَوْ ذَہَبَ النَّاسُ جَمِیْعًا آتَی اللّٰہَ لَہٗ بِاَصْحَابِہٖ وَ ہُمُ الَّذِیْنَ قَالَ اللّٰہُ عَزَّ وَ جَلَّ: ''فَاِنْ یَّکْفُرْ بِہَا ہٰؤُلَاءِ فَقَدْ وَکَّلْنَا بِہَا قَوْمًا لَّیْسُوْا بِہَا بِکٰفِرِیْنَ۔'' وَ ہُمُ الَّذِیْنَ قَالَ اللّٰہُ فِیْہِمْ: فَسَوْفَ یَأْتِیْ اللّٰہُ بِقَوْمٍ یُّحِبُّہُمْ وَ یُحِبُّوْنَہٗ، اَذِلَّۃٍ عَلَی الْمُؤْمِنِیْنَ اَعِزَّۃٍ عَلَی الْکَافِرِیْنَ۔

یقینا اللہ نے صاحب امر (امام مہدی علیہ السلام) کے لئے ان کے اصحاب چن لئے ہیں۔ اگر سارے انسان اُن کا ساتھ چھوڑ دیں تب بھی اللہ اُن کے لئے اصحاب کو جمع کرے گا جن کے بارے میں اس نے کہہ دیا ہے: پس اگر وہ اس کا انکار کردیں تو ہم ایک قوم کو چن لیں گے جو کفر نہیں کرے گی اور یہی وہ ہیں جن کے بارے میں ارشاد ہے کہ : پس بہت جلد اللہ ایک قوم کو ظاہر کرے گا جو اسے مجبوب ہوگی اور وہ اللہ کو محبوب رکھتے ہوں گے مومنین پر مہربان ہوں گے اور کافروں پر سخت ہوں گے۔

(البرہان، ج ۱, ص ۴۷۸، بحار الانوار، ج ۵۲, ص ۳۸۰، ینابیع المودۃ: ص ۴۲۲, غیبت نعمانی ص ۳۱۶)

اسی طرح تفسیر قمی میں یہ جملے ملتے ہیں کہ یہ وہ لوگ تھے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے اصحاب تھے اور ان لوگوں نے آل محمد علیہم السلام کا حق غصب کیا اور دین سے مرتد ہوگئے اور اس طرح اپنے آپ کو دائمی عذاب میں مبتلا کر لیا۔ رحلت رسول کے دن سے لے کر آج تک اہل بیت اطہار علیہم السلام کو ان کے حق سے محروم رکھا گیا۔ ان کے گھر والوں کو اور چاہنے والوں کو ستایا گیا اور صرف ان کی محبت کے جرم میں قتل کیا گیا۔ اس طرح آل محمد علیہم السلام پر ہر زمانے میں ظلم ڈھائے گئے اور ان مظالم کا انتقام اور قصاص آخری زمانے میں امام مہدی علیہ السلام اور ان کے اصحاب لیں گے۔ یہ دوسرا گروہ ہے، جس کا ذکر ان احادیث میں ہوا ہے۔

اللہ نے اس دوسرے گروہ کی پانچ صفات بتائی ہیں اوّلا وہ آل محمد علیہم السلام کے حق کا انکار نہیں کریں گے۔ ان کے مرتبہ اور احکام کے سامنے سر تسلیم خم نہ کریں گے۔ دوسرے یہ کہ اللہ ان سے محبت رکھتا ہے اور لوگ اللہ سے محبت رکھتے ہیں۔ اور یہی ایمان کی علامت ہے۔ تیسرے: مومنین پر مہربان ہونگے اور کافروں پر سخت ہوں گے۔ لیکن جب مومن سے ملیں گے تو نرمی اور انکساری سے اور کافر

(آل محمد علیہم السلام کے دشمن سے) کوئی مروت نہیں کریں گے۔ اور چوتھی صفت یہ کہ خدا کی راہ میں جہاد کریں گے۔ جہاد سے مراد صرف جنگ نہیں بلکہ جد و جہد کریں گے مشکلات کا سامنا کریں گے۔ اور آخری یہ کہ کسی ملامت کرنے والے کی ملامت انہیں ڈرائے گی نہیں یہ اپنے ایمان و عمل میں مستحکم ہوں گے کسی کو چاہے کتنا ہی برا کیوں نہ گئے۔

(۴) مظلوم

اصحاب امام مہدی علیہ السلام کو قرآن میں لفظ مظلوم سے بھی یاد کیا گیا ہے :

أُذِنَ لِلَّذِينَ يُقَاتَلُونَ بِأَنَّهُمْ ظُلِمُوا ۚ وَإِنَّ اللَّهَ عَلَىٰ نَصْرِهِمْ لَقَدِيرٌ (سورہ حج، آیت ۳۹)

جن لوگوں سے مسلسل جنگ کی جارہی ہے انہیں ان کی مظلومیت کی بنا پر اجازت ہے کہ وہ جنگ کریں اور یقینا اللہ مدد کرنے پر قدرت رکھتا ہے۔

اس آیت کے بارے میں امام باقر علیہ السّلام فرماتے ہیں هي في القائم وأصحابه یہ آیت قائم علیہِ السلام اور ان کے اصحاب کے بارے میں ہے۔

(تاویل الآیات، ج ۱, ص ۳۳۸، برہان، ج ۱, ص ۹۳، بحار، ج ۲۴، ص ۲۲۵، اثبات الہداۃ ، ج ۳, ص ۵۶۳)

(۵)امان دینے والا حرم

لفظ حرم یوں تو مسجد النبی اور خانہ کعبہ کے لئے استعمال ہوتا ہے۔ اسی طرح شہر مکہ کو بھی قرآن نے بلد الامین کے نام سے یاد کیا ہے۔ یہ وہ مقامات ہیں جہاں ایک مکھی اور مچھر تک کو مارنا حرام ہے اور یہ جگہ تمام مخلوقات کے لئے جائے امان ہے۔ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے مکہ فتح کیا تو آپ نے یہ اعلان کروا دیا کہ جو بھی خانہ خدا میں یا میرے رشتہ داروں یا مسلمانوں کے گھر میں امان لے گا اسے امان ملے گی۔ اس طرح مکہ بغیر ذرہ برابر خون بہائے فتح ہوا۔ اگر ہم قرآن کی آیتوں کا جائزہ لیں تو پتہ چلتا ہے کہ حضرت امام مہدی علیہ السلام کے ظہور کا وقت جب قریب آئے گا تو زمین ظلم و جور سے بھری ہوگی۔ گناہوں پر نہ صرف یہ کہ اصرار ہوگا بلکہ گناہ کو گناہ نہ سمجھا جائے گا۔ مومنین اور مخلص افراد کا مذاق اڑایا جائے گا۔ فاسقوں اور بیوقوفوں کے ہاتھ میں حکومت ہوگی۔ بدکاری عام بات ہوگی۔ ان کے علاوہ بیماریاں حادثات روز مرہ کی بات ہوگی۔ قتل و غارتگری ہر طرف دکھائی دے گی۔ کوئی شہر کوئی جگہ آفاقی یا انسانی بلاؤں سے محفوظ نہ

ہوگی۔ جب حضرت کا ظہور ہوگا تو آپ اپنے اصحاب کے ساتھ زمین کو ظلم و کفر کی آلودگی سے پاک کریں گے۔

امام صادق علیہ السّلام فرماتے ہیں کہ یہ آیت فمن دخلہ کان آمنا ہمارے قائم علیہِ السلام اور ان کے اصحاب کے بارے میں ہے۔ جو بھی ان کی بیعت کرے گا اور ان کے گروہ میں شامل ہو جائے گا وہ امان پائے گا۔

(علل الشرائع, ص ۸۹، الصافی، ج ۱, ص ۳۵۱، حلیة الابرار، ج ۲، ص ۱۴۸، البرہان، ج ۱, ص ۲۹۹، بحار الانوار، ج ۲, ص ۲۹۱, نورالثقلین، ج ۱, ص ۳۶۹، العوالم، ج ۳، ص ۶۱۳)

(۶) **اُمَّةٌ مَعْدُوْدَةٌ** : ایک مختصر امت

امام محمد باقر علیہ السّلام سے منقول حدیث میں اصحاب مہدی علیہِ السلام کے لئے لفظ امة معدودة استعمال ہوا ہے۔

اَصْحَابُ الْقَائِمِ ؑ الثَّلٰثُ مِائَةٍ وَالْبَضْعَةُ عَشَرَ رَجُلصا ہُمْ وَاللهِ الْاُمَّةُ الْمَعْدُوْدَةُ الَّتِیْ قَالَ اللهُ فِیْ کِتَابِہٖ: وَلَئِنْ اَخَّرْنَا عَنْہُمْ الْعَذَابَ اِلٰی اُمَّةٍ مَعْدُوْدَةٍ قَالَ: یَجْمَعُوْنَ لَہٗ فِیْ سَاعَةٍ وَاحِدَةٍ فَزَعًا کَفَزَعِ الْخَرِیْفِ۔

اصحاب قائم علیہِ السلام یہ تین سو دس سے کچھ زیادہ مرد ہیں جن کے بارے میں اللہ نے الأمة المعدودة کا لفظ استعمال کیا ہے۔

(سورہ ھود آیت ۸)

پھر آپ نے فرمایا:

انہیں ایک کی ساعت میں جمع کیا جائے گا جس طرح بارش کے بادل ہوتے ہیں۔ (العیاشی، ج ۳, ص ۵۷)

کتاب تاویل الآیات میں اس آیت کے ذیل میں امام جعفر صادق علیہ السّلام سے روایت ملتی ہے کہ :

قَالَ: اَلْعَذَابُ ہُوَ الْقَائِمُ ؑ وَہُوَ عَذَابٌ عَلٰی اَعْدَائِہٖ وَالْاُمَّةُ الْمَعْدُوْدَةُ ہُمُ الَّذِیْنَ یَقُوْمُوْنَ مَعَہٗ بِعَدَدِ اَہْلِ بَدْرٍ

آپ نے فرمایا : عذاب سے مراد قائم علیہِ السلام میں جو اُن کے دشمنوں کے لئے عذاب کی مانند ہیں اور امة المعدودة یہ وہ لوگ ہیں جو انکے ہمراہ جہاد کریں گے اور انکی تعداد جنگ بدر میں شریک افراد کی ہوگی۔

(تاویل الایات، ج ۱, ص ۲۲۳, ح ۳, البرہان، ج ۲, ص ۲۰۹, ح ۸)

ان احادیث سے مندرجہ نکات سامنے آتے ہیں :

۱ - امام مہدی علیہ السلام اور انکے اصحاب کا دنیا میں عدل، انصاف رائج کرنا ہی اس وقت جبکہ دنیا ظلم سے بھری ہوگی۔ مگر ان کی تعداد صرف تین سو سے کچھ زیادہ ہوگی۔ یہ تعداد بتا رہی ہے کہ اس زمانے میں

مومنین کی قلت ہوگی۔

۲ - ساری دنیا میں پھیلے ہونے کے باوجود یہ تین سو تیرہ افراد با اعجاز راتوں رات یا کچھ لمحوں میں لشکر کی شکل میں حضرت امام مہدی علیہ السلام کے لئے تیار ہو جائینگے۔

۳ - اس لشکر کی مثال بارش برسانے والے بادل کی دی ہے۔ جو برستے ہیں تو سوکھی اور بے جان زمین کو دوبارہ زندہ کر دیتے ہیں۔ اور دوسری طرف اتنا قہر بھی برساتے ہیں کہ پست لوگ اس کے پانی میں غرق ہوجاتے ہیں۔

۴ - امام قائم علیہِ السلام اس کے لئے قرآن نے لفظ عذاب استعمال کیا ہے۔ کہ وہ اپنے دشمنوں کے لئے عذاب ہوں گے۔ یہ شاید اس لئے ہے کہ منافق اور مشرک کی مہلت ختم ہوچکی ہوگی۔

قرآن اور احادیث میں ان محترم افراد کی صفات اور

کرامتیں تفصیلا بیان کی گئی ہیں۔ اور ان تمام باتوں کا ذکر یہاں کرنا ناممکن ہے۔ آخر میں صرف یہ دعا ہے کہ اللہ ہمیں بھی یہ سعادت عطا کرے کہ ہم ان اصحاب کے غلاموں میں شامل ہوں اور اس طرح اللہ کی آخری حجت کی نصرت کر سکیں

اَللّٰہُمَّ عَجِلْ لِّوَلِیِّکَ الْفَرَجَ وَاجْعَلْنَا مِنْ اَنْصَارِہٖ وَ اَعْوَانِہٖ وَ خُدَّامِہٖ۔